

اللَّهُ كَانَ ذِكْرُ فَضَالٌ، فَوَانَدَ، بِرَكَاتٍ شَهَرَتْ

أُرْدُو ترجمة

الوايْل الصَّيِّب مِنَ الْكَلَمِ الطَّيِّبِ

تألِيف

إِمامَ بن القَاسِيمَ الْجَوَزِيَّةَ

www.KitaboSunnat.com

تَرْجِمَة

مولانا خالد محمود صاحب

دار اللّه العظيم

لاہور - پاکستان

محدث الائمہ

کتاب و سنت کی روشنی میں ابھی بانٹے اور دوستی سے اپنے اسپر اپ سے 12 امام حرام

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الائیٹر انک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- میخالش الرجیفۃ لاسلامیۃ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات مشتمل کتب متعلقہ ناشر ہوں سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

اللہ کا ذکر فضل، فوائد، برکات، ثمرات

۱۲۹۱۲

1867

اردو ترجمہ

الوابل الصیب مِنَ الْكَلْمِ الطَّيِّبِ

تألیف
إمام ابن القاسم الجوزية

www.KitaboSunnat.com

Institute of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore

ترجمہ

مولانا خالد محمود صاحب جی

دارالعلم
لَاہور - پاکستان
0333-4248644

جملہ حقوق، بحق ناشر محفوظ ہیں

اللہکاذ کر (ترجمہ) الولیں المصیب من المکم الطیب	کتاب:
امام ابن القیم الجوزیہ	مصنف:
مولانا خالد محمود صاحب، مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور	مترجم:
۱۱۰۰	تعداد:
دارالقلم ۹۳ علی بلاک اگوان ٹاؤن ملکان روڈ لاہور	ناشر:

ملنے کے پتے

- دارالقلم ۹۳ علی بلاک اگوان ٹاؤن ملکان روڈ لاہور
- ♦ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
 - ♦ مکتبہ سید شہید اردو بازار لاہور
 - ♦ مکتبہ مجددیہ اردو بازار لاہور
 - ♦ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
 - ♦ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
 - ♦ مکتبہ سلطان عاصیہ اردو بازار لاہور
 - ♦ مکتبہ مدینیہ اردو بازار لاہور

فہرست

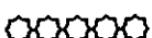
صفحات

صفحات مفہامیں

مفہامیں

۳۰	آنحضرت ﷺ کی جامع دعا	۷	حالاتِ معنف
۳۲	شان خداوندی	۱۵	ذکر اللہ کے فوائد
۳۳	نور قلب کی مثال	۱۷	ذکر افضل تین عمل
۳۴	مَوْمَنْ کا نور ہر وقت اس کے ساتھ رہے گا	۱۹	ذکر کے متعلق حقیقت میں جنت کے باغات ہیں
۳۶	قلب کی دو قسمیں	۲۰	ذکر سے خالی محل پابعث حضرت ہو گی
۳۸	آپی اور ناری کا ایک ساتھ ذکر	۲۱	ذکر زنگب، ول کی دو ایسے
۵۰	منافقین کی مثال	۲۲	کسی کو اپنا پیشوائنا نے سے پہلے دیکھا لو
۵۲	ذکر اللہ کے فضائل	۲۳	ذکر اللہ کے ثمرات
۵۳	ذکر ول کو بیدار رکھتا ہے	۲۵	اللہ کا ذکر کرو ج کی غذا ہے
۵۴	ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی معیت نصیب ہوتی ہے	۲۶	ذکر بارگاوا الہی میں یاد آوری کا سبب ہے
۵۵	اللہ کا ذکر افضل تین عبادات ہے	۲۷	ذکر کی مجاسیں فرشتوں کی مجاسیں ہیں
۵۷	ذکر شکر کی جڑ ہے	۲۸	ذکر آسان ترین عبادت ہے
۵۹	قضائے حاجت کے وقت کس طرح ذکر کرے؟	۲۹	ذکر محبوب ترین عمل ہے
۶۰	عمل کرنے والوں کی دو قسموں کا ذکر	۳۱	ذکر سے غلت نقصان کا باعث ہے
۶۲	حضرت موسیٰ کا پروردگار عالم سے مکالہ	۳۲	لفظ "صَلَوةٌ" کی تفسیر
۶۳	ذا کرین عزت و اکرام سے نوازے جائیں گے	۳۳	نیکی کا اجر اور بدی کی سزا
۶۵	ذکر سے قلبی قیادت دور ہوتی ہے	۳۶	ذکر حیات طیبہ کا سبب ہے
		۳۷	بادا الہی راحت و سکون کا ذریعہ ہے
		۳۹	عمل کا مدار قلبی کیفیت پر ہے
		۴۰	ذکر کا نور ہر موقع پر ساتھ رہتا ہے

۸۵	زمیں بھی ذا کر کے وجود پر فخر کرتی ہے	۶۶	باد غلطات کے نہ مانے نتائج
۸۵	ذکر کی کثرت نفاق سے برأت کی سند ہے	۶۷	ذکر الہی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے
۸۶	ذکر میں ایک خاص لذت موجود ہے	۶۸	ذکر کی محل حقیقت میں فرشتوں کی محل ہے
۸۷	زمین کی خبریں کیا ہیں؟	۶۹	اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ذا کریں
۸۸	نیک اعمال آخوند میں کام آئیں گے	۷۰	پفر کا اظہار کرتے ہیں
۹۲	شیطان کے اثرات سے بچنے کے لیے مفید کلمات	۷۱	تمام اعمال سے اصل مقصود بادھنا نہیں ہے
۹۳	آیت الکریمی کی خاصیت	۷۲	اللہ کا ذکر سب سے افضل عمل ہے
۹۴	شیطان سے حفاظت کے لیے چند دعائیں	۷۳	ذکر اللہ پر مدعا دامت ظلی عبادات کے قائم مقام ہے
۹۵	شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے ایک دعا	۷۴	ذکر اللہ کی برکات
۹۷	بستر پر لیٹنے وقت یہ کلمات پڑھے	۷۵	ایک کلمہ کی برکت سے فرشتوں نے عرش کو اٹھایا
۹۹	جنت کے اثرات سے بچاؤ کے لیے دعا	۷۶	اس کلمہ کی خاص تاثیرات
۱۰۱	ذکر کی اقسام	۷۷	ذکر کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ تقدیق کرتے ہیں
۱۰۵	ذکر دعا سے افضل ہے	۷۸	ذکر سے جنت کے اندر محل تعمیر ہوتا ہے
۱۰۶	ذکر کو قبولیت دعائیں بڑا اڈل ہے	۷۹	ذکر سے جنت کے اندر درخت لگتے ہیں
۱۰۹	قرآن کی تلاوت کرنا ذکر سے افضل ہے	۸۰	ذکر، جنم سے آڑ کا سبب ہے
۱۱۰	ہر چیز کو اس کے موقع محل میں رکھنا پاہے	۸۱	



عرض مترجم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من

لأنه بعده وعلى الله واصحابه اجمعين

اما بعد!

زیر نظر کتاب "الشکا ذکر" اصل میں امام ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الوائل الصیب من المکم الطیب" کے حصہ ذکر کا اردو ترجمہ ہے۔ آپ تن سو سے زیادہ مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔

آپ بہت سے علوم میں اپنے ہم عصر علماء پر فائز و سابق ہیں، آپ کا اسلوب نگارش عمده عبارت، قوت تعبیر اور لفظی معنوی دلالت و عظمت کے اعتبار سے امتیازی شان کا حامل ہے۔ آپ نے "زاد المسیر فی التغیر" کے نام سے چار جلدیوں میں قرآن حکیم کی تفسیر بھی لکھی ہے، مؤلف کی ولادت ما صفر ۱۹۶۹ھ بمقام دمشق میں ہوئی۔ آپ کی وفات جمعرات شب ۱۳/رجب الرجب ۱۴۷۵ھ بوقت اذان عشاء ہوئی۔ اگلے روز جامع اموی میں بعد از نماز ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی اور اپنی والدہ مکرمہ کے پہلو باب الصیر کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے۔

ابن القیم الجوزیہ کی دیگر مفید اور بے مثال تصانیف میں سے ایک نادر اور انتہائی نفع بخش تصنیف "الوائل الصیب من المکم الطیب" بھی تھی، کتاب چونکہ عربی زبان میں

لکھی گئی تھی جس سے عربی و ان حضرات عی مستفید ہو سکتے تھے اردو خواں طبق اس سے
محروم تھا اس لیے احقر نے اپنے قابل احترام بزرگ مولانا ممتاز احمد شاہ صاحب کے حکم
سے اس کتاب کا عام فہم اور سلیس اردو ترجمہ کر دیا ہے تاکہ عوام الناس بھی اس سے
استفادہ کر سکے۔

ترجمہ کے سلسلہ میں صرف ذکر کے حصہ کو زیادہ منفید اور زیادہ ضرورت کے تحت پر
منتخب کیا گیا ہے۔ ساری کتاب کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

چیزیں بات ہے کہ خود مترجم کو بھی اس کتاب کے ترجمہ کے دوران ذکر اللہ کی اہمیت
بلکہ اس پر عمل کرنے کا جذبہ پہنچا ہوا ہے۔ اس کی مؤلف مردوم کا اخلاص اور لہیت کے سوا
اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جو اور رحمت میں مجکہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ
وارفع مقام عطا فرمائے۔ (آمن)

نیز اللہ رب العزت لکھنے والے، پڑھنے والے، چھپانے والے اور تمام کارکنان کو
دنیا و آخرت میں اجر جزیل عطا فرمائے اور ناشر کی اس کتاب کو بھی دیگر مطبوعات کی طرح
مقبول عام و خاص بنائے اور آخرت میں ذریعہ نجات بنائے اور تمام قارئین کو اس سے
خوب استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمن ثم آمن)

بندہ محتاج دعا

ابوالحسان خالد محمود

☆ فاضل و مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور

☆ نائب الرئیس بجٹہ المصنفوں لاہور

۲۰۰۵/۵/۲۰

﴿حالاتِ مصنف﴾

www.KitaboSunnat.com

اسم، لقب اور سیت:

آپ کا اسم گرامی محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز الترمذی (دمشق کے علاقہ "زرعہ" کی نسبت سے) الدمشقی، لقب شش الدین اور کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ اپنے قیم الجوزیہ کے نام سے معروف ہیں، یہ الجوزیہ ایک مدرسہ ہے جس کے سربراہ ان کے والد گرامی تھے۔

ولادت و تربیت:

آپ کی ولادت ماہ صفر ۲۹ھ بمقام دمشق ہوئی، اور تربیت و پرورش علم و فضل میں معروف و مشہور خاندان میں ہوئی، چنانچہ آپ نے چھ سال یا سات سال کی عمر میں علم کی تحصیل شروع کر دی، اور مختلف علوم و فنون کو حاصل کرنے پر توجہ دینا شروع کر دی۔ چنانچہ بہت سے علوم و فنون میں مہارت تام، حاصل کی، خصوصاً علم تفسیر، علم حدیث، علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث میں کامل درستس حاصل کی، حتیٰ کہ آپ افادہ و تدریس کے اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے اور منصب افتاء و امامت کے اہل ہوئے، صدر یہ میں تدریس اور جوزیہ میں ایک مدت تک امامت کی۔

شیوخ و اساتذہ:

امام ابن قیم الجوزیٰ نے علم عربیت محدثین ابو بکر بن محمد المری التونسي (التوفی ۱۸۷ھ) اور محمد بن ابو الفتح العسلکی الحنبلی (التوفی ۲۹۷ھ) سے پڑھا، علم الفرائض اپنے والدِ گرامی سے خصوصیت سے حاصل کیا، علم فقہ محدثین اسماعیل الحرافی (التوفی ۲۹۷ھ) اور تقی الدین احمد بن عبدالحیم ابوالعباس بن تیمیہ الحنبلی (التوفی ۲۸۷ھ) سے حاصل کیا، اور علم الاصول شیخ ابن تیمیہ اور صفوی الدین محمد بن عبدالرحیم الحندی الشافعی (التوفی ۵۱۷ھ) سے حاصل کیا، علم حدیث جن شیوخ کرام سے حاصل کیا ان کے اماء گرامی یہ ہیں۔

- ۱۔ علی زین الدین ابراہیم بن محمد ابونصر بن الشیرازی الشافعی (التوفی ۳۴۷ھ)
- ۲۔ صدر الدین اسماعیل بن یوسف بن مکتوم السریدی الدمشقی (التوفی ۶۱۷ھ)
- ۳۔ ابو بکر بن احمد بن عبد الدائم النابلی (التوفی ۱۸۷ھ)
- ۴۔ تقی الدین سلیمان بن حمزہ ابوالفضل المقدسی (التوفی ۵۱۷ھ)
- ۵۔ عیسیٰ بن عبد الرحمن الصاحبی الحنبلی المعروف بالمعظم (التوفی ۶۱۷ھ)
- ۶۔ اعم محمد فاطمہ بنت ابراہیم بن جوهر البطانی (التوفی ۱۸۷ھ)

جب شیخ تقی الدین بن تیمیہ دیار مصر سے ۱۲۷ھ میں واپس لوئے تو آپ نے ان کے ساتھ علمی و انسانی تاثیرات قائم کر لی اور ان سے علم کثیر حاصل کیا، دیگر مشاغل بھی جاری رہے، چنانچہ امام ابن قیم لیل دنہار کی کثرت طلب کے ساتھ ساتھ فنون کثیرہ میں مکتناے روزگار بنے۔

شاگرد:

بعض تلامذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ آپ کے بیٹے عبد اللہ

۲۔ حافظ ابن کثیر، صاحب البدایہ والنھایہ، تفسیر القرآن العظیم

۳۔ حافظ ابن رجب الحنبلی

۴۔ ابن عبد المحادی

۵۔ شمس الدین محمد بن عبد القادر النابلسی

عبادت و عادات:

حافظ ابن کثیر "البدایہ والنھایہ" میں رقمراز ہیں۔ "آپ خوش اخلاق، خوش الحان اور بہت محبت و تعلق والے تھے۔ کسی سے حد نہیں رکھتے تھے، نہ اذیت دیتے نہ کینہ و بعض رکھتے اور نہ ہی عیب جوئی کرتے، میں نے ان کی سب سے زیادہ محبت انھائی ہے، اور میں ان سے سب سے زیادہ محبت و تعلق رکھنے والا ہوں، میرے علم کے مطابق اس جہاں میں ان سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہیں، نماز میں ایک خاص طریقہ ہوتا، نمازوں کو بہت طویل کرتے، رکوع اور سجده میں دیر لگاتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر حرم کرے، خیر و اخلاقی حسنہ ان پر غالب تھے۔"

طور و طریق اور عقیدہ:

ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ تعالیٰ پاک صاف عقیدہ کے مالک تھے۔ آپ عقیدہ کے ابواب و مفردات کو کتاب و سنت کے علم سے ڈھونڈتے اور چاہتے تھے، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو بھی سامنے رکھتے اور اس کے علاوہ آپ

فلسفہ اور متكلمین کے منجع طرز سے بھی واقف تھے۔ آپ کا اعتقاد تھا کہ حق صرف نصوص کی اتباع اور التزام میں ہے۔ آپ ”کسی قسم کی تاویل، تعطیل اور تشبیہ و تمثیل کے روادار نہ تھے۔ آپ گمراہ اور بدعت پسند فرقوں کے دشمن تھے۔ آپ اپنے اولہ کے انوار سے ان فرقوں کی خواہشات کی ظلمت کی تصویب و اصلاح کرتے تھے۔ ان کے بطلان و ضلالت کا کشف و اظہار کرتے تھے، آپ ”انسانی عقول کو بیدار کرنے، ان کی طلب دلیل و جلت پر حوصلہ افزائی کرنے اور نفوس کو مذموم عصیت اور قابل نفرت خواہشات سے دور رکھنے کے داعی تھے، آپ ”کے منجع میں یہ تھا کہ آپ ”قرآن و سنت پر کسی پیروز کو مقدم نہیں سمجھتے تھے، اور نہ ہی کسی کے اقوال کو اقوال صحابہ کے برابر و مساوی سمجھتے تھے، جب کسی مسئلہ میں قرآن و سنت اور قولی صحابیؓ نہ پاتے تو پھر قیاس کی طرف رجوع فرماتے، آپ ”دو مقابل امور میں تفریق کو جائز نہیں قرار دیتے تھے اور نہ ہی دو مختلف الحکم میں جمع کے قائل تھے۔ آپ ”کا خیال یہ تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ قیاس صحیح ثابت شدہ نص کے متعارض ہو، امام ابن قیمؓ نے اپنی ساری حیات راہ دعوت میں جہاد کرتے ہوئے، لوگوں کو عقیدہ خیر القرون اور عشرہ مبشرہ بالجنة کی عبادت پر واپس لانے، فرقہ و اختلاف کے ترک کرنے اور نزع اور اختلاف کو اللہ و رسولؐ کے ادکامات کے مطابق حل کرنے میں گزار دی۔ آپ ”کو اپنی دعوت اپنے اصول پر ثابت قدی اور ہمضر لوگوں کے خواہشات کے خلاف فتوی دینے کے سب طرح طرح طریقی اذیتیں دی گئیں۔ اور آپ نے شیخ عظیم ابن تیمیہؓ کے ہمراہ ایک قلعہ میں منفرد اقیدہ و بند کی صعبویتیں اٹھائیں، شیخ کی وفات کے بعد ہی اس صعبوبت گاہ سے خلاصی حاصل ہوئی۔

تالیف اور تحریر:

امام ابن قیمؓ ان ممتاز علماء میں سے ہیں جنہیں تالیف کے میدان میں

ظِ و افرنیب ہوا، ایک بڑی تعداد میں چھوٹی بڑی تصنیف یادگار چھوڑیں، بہت سی کتب خوش خلی سے رقم کیس، آپ نے سلف و خلف کی کتب میں سے بہت سی ایسی کارآمد چیزیں جمع کیں جو دوسروں کے لئے ممکن نہ ہو سکیں، آپ کی نمایاں تالیفات و تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱- زاد المعاد فی هدی خیر العباد (طبع فی الهند ۱۲۹۸ھ و فی مصر ۱۳۲۴) (۱۳۴۷)
- ۲- حادی الارواح الی بلاد الافراح
- ۳- کتاب الداء والدواء (او) الجواب الكافی لمن سأله عن الدواء الشافی
- ۴- مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبدو ایاک نستعن (یہ کتاب شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد انصاری ھروی کی "منازل السالکین" کی شرح ہے)
- ۵- تحفة الودود فی احکام المولود
- ۶- الروح (برھان الدین بقائی نے اس کا "سر الروح" کے نام سے انصار کیا ہے)
- ۷- عدة الصابرين وذخيرة الشاكرين
- ۸- بدائع الفوائد
- ۹- طریق الہجرتين وباب السعادتين
- ۱۰- مفتاح دار الشعادة و منتشر ولاية العلم والارادة
- ۱۱- السواعق المنزلة على الجهمية والمعطلة
- ۱۲- أعلام المرفقين عن رب العالمين
- ۱۳- امثال القرآن
- ۱۴- اغاثة الھفان فی حکم طلاق العصیان
- ۱۵- اغاثة الھفان فی مصادی الشیطان

- ١٦- التبيان في أقسام القرآن
- ١٧- التحرير فيما يحل ويحرم من لباس الحرير
- ١٨- بطلان الكبيعات من اربعين وجهها
- ١٩- الرسالة الجلية في الطريقة المحمدية
- ٢٠- روضة المجين ونرفة المشتافين
- ٢١- زاد المسافرين إلى منازل السعداء في هدى خاتم الأنبياء
- ٢٢- حرمة السماع
- ٢٣- حكم تارك الصلاة
- ٢٤- جوابات عابد الصليبان وأن ماهم عليه دين الشيطان
- ٢٥- جلاء الأفهام في ذكر الصلاة والسلام على خير الانام
- ٢٦- تفسير المعوذتين
- ٢٧- تفسير الفاتحة
- ٢٨- تفضيل مكة على المدينة
- ٢٩- الصراط المستقيم في أحكام أهل الجحيم
- ٣٠- الطاعون
- ٣١- شرح الأسماء الحسنى
- ٣٢- شفاء العليل في القضاة والقدر والحكمة والتعليل
- ٣٣- السنة والبدعة
- ٣٤- الصبر والسكن
- ٣٥- الفوائد المشوق إلى علوم القرآن وعلم البيان ("كشف الظنون") مكتبة محكم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”الابیحاز“ نام سے ان کی ایک کتاب مذکور ہے غالباً یہ وہی ہے)

۳۶۔ المهدی

۳۷۔ الكلم الطيب والعمل الصالح

۳۸۔ الكبار

۳۹۔ معانی الادوات والحرف

۴۰۔ نور المؤمن وحياته

وفات:

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے جعرات کی شب ۱۳ ربیع الجدید
بوقتِ اذان عشاء وفات پائی۔ اگلے روز جامع اموی میں بعد از نماز ظہر نماز جنازہ ادا
کی گئی، اور اپنی والدہ حکمرہ کے پہلو میں باب الصیر کے قبرستان میں مدفن ہوئے،
جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے۔ آپ کے جنازہ میں اکابرین وصالحین، عوام
و خواص اور ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے۔ جنازہ کے اٹھانے کے وقت لوگوں کا ازدحام
کثیر تھا، وفات کے وقت عمر نفیس سانچہ سال کی تھی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

⊗ ذکر اللہ کے فوائد ⊗

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو، اس کی مثال اسی ہے جیسے ایک آدمی ہو جس کے پیچھے اس کا دشمن لگا ہوا ہو، وہ آدمی جلدی سے کسی محفوظ اور مضبوط قلمہ میں پینچ کر اپنی جان کو اس دشمن سے محفوظ کر لے، اسی طرح بندہ اپنے دشمن یعنی شیطان سے اپنا بچاؤ اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں کر سکتا۔“ اگر کسی بندے میں صرف یہی ایک صفت موجود ہو کہ اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمیشہ جاری ہو اور وہ ذکر اللہ کا عادی ہو تو وہ دشمن سے اپنی جان محفوظ کر سکتا ہے کیونکہ دشمن غفلت کے دروازے سے ہی داخل ہوتا ہے وہ بندے کی گھات میں بیٹھا ہوتا ہے کہ کب وہ خدا کے ذکر سے غافل ہو اور وہ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا شکار کر لے۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو خدا کا دشمن ذلیل و خوار اور بے بس ہو کر رہ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مکھی یا مچھر کی طرح ہو جاتا ہے، اسی لیے اس کا نام **الوسواس** **الخناس** [الناس: ۴] ہے ”یعنی جو دلوں میں طرح طرح کے وساوس اور خیالات ڈالتا ہو۔“ لیکن جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اپنی حرکت سے بازا آ جاتا ہے۔ حضرت ابن

عماں بیٹھنے فرماتے ہیں کہ شیطان آدمی کے دل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے، جب وہ کہو یا غفلت میں بتلا ہوتا ہے تو شیطان وسو سے ڈالتا ہے پھر جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو دورہ ش جاتا ہے۔

مند امام احمد بن حبیل رض میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں جو بندے کو خدا کے عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا ہو۔“

حضرت معاذ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتا دوں جو تمام اعمال میں سب سے بہتر ہو اور تمہارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے ہاں سب سے زیادہ پاکیزہ اور درجات کے اعتبار سے سب سے بلند ہو اور سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو؟ (بلکہ) اس عمل سے بھی بہتر ہو کہ تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو اور تم ان کی گرد نیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گرد نیں اڑائیں؟ صحابہ رض نے کہا کہ کیوں نہیں، ضرور بتائیں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔“

[ترمذی]

حضرت ابو ہریرہ رض کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے راستے پر چلے جا رہے تھے کہ آپ ﷺ کا گزر ایک پہاڑ کے پاس سے ہوا جس کو جہدان کہا جاتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلتے جاؤ، یہ جہدان (پہاڑ) ہے، مفرغ دون آگے نکل گئے۔“ پوچھا گیا کہ مفرغ دون سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ہیں۔ [مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رض کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ”کوئی قوم

ایسی مجلس سے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتی ہو نہیں اٹھتی مگر وہ ایسی ہے جیسے کسی مردار گدھے کی طرح ہوا وہ مجلس ان کے لیے حسرت و افسوس کا باعث ہو گی۔“

[سنابنی داؤد]

ترمذی کی روایت میں ہے کہ ”جب کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور نہ ہی اپنے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھے تو وہ مجلس (قیامت کے روز) ان کے لیے حسرت کا باعث بنے گی، پھر اگر اللہ چاہے گا تو ان کو عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کو معاف کر دے گا۔“

ذکر افضل ترین عمل

حضرت اغز (مسلم کے والد) کی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رض اور حضرت ابو سعید رض فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قوم کہیں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس قوم کا اپنے مقرب فرشتوں میں ذکر کرتے ہیں۔ [مسلم]

حضرت عبداللہ بن بسر رض کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خیر کے دروازے بہت زیادہ ہیں اور میں ان سب کو بجالانے سے قاصر ہوں، اس لیے آپ ﷺ مجھے ایسی چیز بتا دیجئے جس کو میں مضبوطی سے پکڑوں، لمی بات نہ فرمائیں کہ میں بھول جاؤں؟ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”اسلام کے احکامات تو بہت ہیں، آپ ﷺ مجھے بس ایسی چیز بتا دیں جس کو میں مضبوطی سے پکڑوں، کیوں کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔“ [ترمذی]

اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ ترویز
رہے۔ [ترمذی]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ
قیامت کے روز اللہ کے نزدیک کس بندے کا درجہ سب سے اوپر اور برتر ہوگا؟ آپ
ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا
اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص سے بھی زیادہ؟ [ترمذی]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، خواہ کفار اور مشرکین کے خلاف تکوار چلاتے ہوئے^۱
اس کی تکوار ثوث جائے اور خون سے لٹ پٹ ہو جائے پھر بھی ذکر اللہ کا درجہ اس سے
فضل ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے رب کا
ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ شخص اور مردہ آدمی کی سی
ہے۔ [بخاری]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں، جب وہ میرا
ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے ول میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی
اپنے جی میں اسے یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے زیادہ بہتر
محل میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے
قریب ہوتا ہوں، اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ کی وسعت کے
برابر اس کے قریب ہوتا ہوں، اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا

ہوں۔“ [بعماری، مسلم]

ذکر کے حلقة حقیقت میں جنت کے باغات ہیں

حضرت انس بن شہبز کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ریاض الجنة (جنت کے باغات) کے پاس سے گزر تو میسے جن لیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ! ریاض الجنة سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ذکر کے حلقة۔“ [ترمذی]

یہ روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا حقیقی بندہ وہ ہے جو دشمن سے مقابلہ کے وقت مجھے یاد کرتا ہے۔ ذاکر اور مجاہد میں سے افضل کون ہے؟ یہ حدیث مبارک اس سلسلہ میں قولِ فیصل کی حیثیت رکھتی ہے کہ ذکر کرنے والا مجاہد، اس شخص سے افضل ہے جو ذکر کرنے والا تو ہو مگر جہاد نہ کرتا ہو یا مجاہد بھی ہو لیکن غافل ہو، اور جو ذکر کرتا ہو لیکن جہاد نہ کرتا ہو، وہ اللہ کے ذکر سے غافل مجاہد سے افضل ہے، لہذا ذاکرین میں سب سے افضل وہ ہے جو مجاہد بھی ہو اور مجاہدین میں سب سے افضل وہ ہے جو ذکر بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيْتُمْ فِتْنَةً فَاثْبِتُوْا وَإِذْ كُرُوا اللَّهُ أَكْثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر بھی کرو اور جہاد بھی کرو، دونوں کام کروتا کہ تم فلاح کا میابی کے امیدوار ہو سکو۔ ایک اور جگہ پر فرمان باری ہے:

﴿لَيَا يِهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ [الاحزاب: ۴۱]

نیز فرمایا:

﴿وَاللَّذِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَاللَّذِكَرَاتِ﴾ [الاحزاب: ۳۵]

نیز ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَنَاسِكُكُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ أَبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا﴾ [البقرة: ۲۰۰]

ذکر سے خالی مجلس باعث حسرت ہوگی

اب ان آیات میں بھی حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو اس لیے کہ بندہ کو اس کی بہت حاجت ہے اور ایک لمحہ بھی اس کے ذکر سے غافل اور لاپرواہ ہو، کیوں کہ جو لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گیا اس کا بندے کو ہی خسارہ اٹھانا پڑے گا اور وہ خسارہ ذکر کی حالت میں حاصل شدہ نفع سے کہیں زیادہ ہے۔

کسی عارف باللہ کا قول ہے کہ اگر کوئی بندہ ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے پھر ایک لمحہ کے لیے اس سے غافل ہو جائے تو حاصل شدہ حصہ کی بُنیت ماقات حصہ زیادہ ہو گا۔ یعنی غفلت کے لمحہ میں جس خسارے سے دوچار ہو گا وہ خسارہ خدا کی یاد کے لمحات اور اس کے نفع سے زیادہ ہو گا۔

امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ”اگر کوئی ساعت خدا تعالیٰ کی یاد کے بغیر گزر جائے تو قیامت کے دن انسان اس پر حسرت کرے گا۔“

نیز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ”اہل جنت کو اس لمحہ پر

بڑی حضرت ہوگی جو لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر (دنیا میں) گذر گیا ہوگا۔“

حضور اقدس ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام جیبہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی ہربات اس کے لیے خسارہ کا باعث ہوگی سوائے امر بالمعروف اور نکار عن المنکر اور ذکر اللہ کے۔ [ترمذی]

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل زیادہ محظوظ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تیری موت اس حال میں آجائے کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ ہو۔“

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے لیے ایک جلا ہوتی ہے۔ دلوں کی جلا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے۔

ذکر، زنگِ دل کی دوائے

حضرت امام بن القاسمؑ نے حدیث عبد اللہ بن عمرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”ہر چیز کو صاف کرنے کا ایک آله ہوتا ہے، دلوں کو (زنگ سے) صاف کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اور ذکر اللہ سے بڑھ کر اور کوئی عمل ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے والا ہو۔ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟

فرمایا: کہ ”ہاں، خواہ تکوار چلاتے چلاتے اس کی تلوار ہی ثوٹ جائے۔“

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس طرح پیش اور چاندی وغیرہ کو زنگ لگتا ہے اسی طرح دل بھی زنگ آ لود ہو جاتے ہیں اور اس کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے، ذکر اللہ سے دل ایسا ہو جاتا ہے جیسے صاف شفاف آئینہ ہو، لیکن جب انسان ذکر چھوڑ دے تو پھر اسی

طرح وہ زنگ آلوہ ہونا شروع ہو جاتا ہے، پھر جب ذکر کرتا ہے تو دوبارہ صاف ہو جاتا ہے۔ پھر دل دو طرح سے زنگ آلوہ ہوتا ہے اور وہ دو چیزیں غفلت اور گناہ ہیں اور اس کی صفائی بھی دو چیزوں سے ہوتی ہے استغفار اور اللہ کا ذکر۔ لہذا جو شخص اکثر اوقات میں اللہ کے ذکر سے غافل رہتا ہے اس کے دل کا زنگ بھی اس کے دل پر زیادہ جما ہو گا۔ یعنی زنگِ دل بعد غفلت ہو گا۔ چنانچہ جب دل پر زنگ لگتا ہے تو اشیاء کی صورتیں اور شکلیں اس (دل) میں صحیح طور پر منعکس نہیں ہوتیں۔ وہ باطل کو حق اور حق کو باطل شکل میں دیکھتا ہے، اس لیے کہ جس قدر زنگ بڑھتا جائے گا دل سیاہ ہوتا جائے گا، اشیاء کی حقیقی صورت اس میں منعکس نہیں ہو گی۔ پھر جب زنگ کے اضافے سے دل سیاہ و تاریک ہو جاتا ہے تو انسان کے تصورات اور خیالات بھی فاسد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر وہ حق بات کو قبول نہیں کرتا اور باطل اور بے بنیاد بات سے انکار نہیں کرتا اور یہ قلب کو پیش آنے والی بہت بڑی عقوبت ہے۔

اس کی اصل وجہ غفلت اور خواہشات کی پیروی ہے۔ کیوں کہ یہ دو چیزیں نورِ قلب کو مثاد یعنی والی اور نورِ نظر کو ختم کر دینے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ دِيْنِكُرِنَا وَأَتَّبَعَ هَوَاهُ وَسَكَانَ أَمْرَهُ
فَرُّطْدَلَ (الکھف: ۲۸)

کسی کو اپنا پیشوایانے سے پہلے دیکھ لو

جب کوئی شخص کسی کی پیروی کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ پیشوایو کو دیکھ لے کر وہ اہل ذکر میں سے ہے یا اہل غفلت میں سے؟ وہ خواہشِ نفس کا غلام ہے یا وہی الہی کا؟ اگر وہ اہل غفلت میں سے ہو اور وہ خواہشاتِ نفس کا غلام ہے تو اس کی اتباع نہ کرے کیونکہ وہ

اسے ہلاکت کی طرف لے جائے گا۔

آیت مذکورہ بالا میں ”فترطاً“ کا ایک معنی ضائع کرنے کا بھی کیا گیا ہے۔ یعنی جن امور کا بحالانا اس کے لیے واجب اور ضروری ہے اور جس کے ساتھ اس کی فلاح و کامیابی وابستہ ہے ان امور میں وہ ضیاع اور زیان کا شکار ہے اور ایک معنی اسراف کا کیا گیا ہے، یعنی وہ اسراف کا شکار ہو، اعتدال کی حد سے تجاوز کرنے والا ہو۔

نیز ”فترطاً“ کا ایک معنی ہلاکت کا بھی کیا گیا ہے، نیز اس کا معنی حق کی خلاف ورزی بھی کیا گیا ہے۔ یہ تمام احوال معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔

اصل مقصود بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان تمام مذکورہ باقتوں سے منع فرمایا ہے۔ یہ انسان کو چاہئے کہ اپنے شیخ، مقتدی اور پیشوائہ بنائے بلکہ اس سے دور رہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور سنت کی اتباع غالب درجہ میں موجود ہے اور وہ اپنے امور میں سمجھیدہ اور مستقل مزاج بھی ہو تو اس کے دامن سے وابستہ ہو جائے اور ذکر سے ہی زندہ اور مردہ کے درمیان فرق اور اتیاز کیا جا سکتا ہے، کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اپنے رب کا ذکر کرنے والا زندہ کی مثل ہے اور اپنے رب کا ذکر نہ کرنے والا مردہ کی مثل ہے۔

نیز المسند میں مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو، حتیٰ کہ کہا جائے کہ یہ دیوانہ ہے۔

⊗ ذکر اللہ کے ثمرات ⊗

ذکر اللہ کے سو سے زیادہ ثمرات ہیں: ذکر اللہ سے شیطان دور بھاگتا ہے اور اس کی قوت ٹوٹتی ہے۔ اللہ جل شانہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ دل سے فکر و غم دور ہوتا ہے، دل میں فرحت و سرور اور انبساط پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کا ذکر بدن کو اور دل کو قوت بخدا ہے۔ چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے۔ رزق کو کھینچتا ہے، ذکر کرنے والے کو ہبہت و حلاوت کا لباس پہناتا ہے یعنی دیکھنے والے اس سے مرعوب ہوتے ہیں اور اس کے دیدار سے حلاوت محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے جو محبت اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور اسی پر سعادت و نجات کا مدار ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک سبب بنایا ہے اور محبت کا سبب ذکر کے دام کو بنایا ہے لہذا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے اللہ کی محبت حاصل ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا، تکرار کرنا، علم کا دردرازہ ہے، اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی بحث کا دردرازہ ہے، اللہ کے ذکر سے مراثی نصیب ہوتا ہے جو اس کو مرتبہ احسان تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی دہ مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اسکی نصیب ہوتی ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو، ذکر سے غافل شخص مرتبہ احسان کو نہیں پاسکتا، جیسے میٹھا رہنے والا شخص گھر نہیں پہنچ سکتا۔ نیز اللہ کا ذکر اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے۔ جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ جاتی ہے کہ ہر چیز میں اللہ جل شانہ اس

کی جائے پناہ، ماؤں اور طبائع بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اللہ کے ذکر سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب خداوندی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جس قدر ذکر سے غفلت ہوتی ہے اسی قدر اللہ سے دوری ہوتی جاتی ہے۔ اللہ کا ذکر دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بہیت پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیفیت حضوری پیدا کرتا ہے جب کہ غافل کو یہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی۔ اس سے اللہ کی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے۔ اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں یاد آوری کا سبب ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے

﴿فَذَكِّرْ وَدُوْدُ كَرْ كَمْ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

اگر ذکر کی اس کے سوا اور کوئی فضیلت نہ ہوتی تو شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے جمیع میں یاد کرتا ہے میں اس کو اس سے زیادہ بہتر جمیع میں یاد کرتا ہوں۔ ”اللہ کا ذکر دل کو زندہ کرتا ہے۔

اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: کہ ”اللہ کا ذکر دل کے لیے ایسا ہے جیسے محصلی کے لیے پانی۔“ غور کرو کہ بغیر پانی کے محصلی کا کیا حال ہوتا ہے؟ اللہ کا ذکر، دل اور روح کی غذا اور خوراک ہے۔ اگر ان دونوں کو اپنی غذائی ملے تو یہ ایسا ہے جیسے بدن کو اس کی خوراک نہ ملے۔ میں ایک دن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نماز نجمر کے بعد اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھ گئے یہاں تک کہ نصف دن گزر

گیا، پھر میری طرف التفات فرمایا اور فرمایا کہ یہی میری غذا ہے اگر یہ غذا حاصل نہ ہو تو میری قوت ختم ہو جائے۔

ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ میں کبھی اس لیے ذکر موقوف کر دیتا ہوں تاکہ نفس کو آرام ملے اور پھر دوبارہ ذکر کے لیے تیار ہو سکوں۔

اللہ کا ذکر دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں بھی آیا ہے کہ ہر چیز پر اس کے مناسب میل پھیل اور زنگ ہوتا ہے۔ دل کا میل اور زنگ غفلت اور خواہشات ہیں۔ اس کی صفائی اللہ کے ذکر، توبہ اور استغفار سے ہوتی ہے۔ اللہ کا ذکر لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے، کیونکہ اللہ کا ذکر بہت عظیم نیکی ہے۔

اور وعدہ ہے کہ نیکیاں، برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ بندہ کو اللہ جل شانہ، سے جو وحشت ہو جاتی ہے اس وحشت کو اللہ کا ذکر دور کرتا ہے جب کہ غافل آدمی کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر کی برکت سے عی در ہوتی ہے۔

ذکر، بارگاہِ الہی میں یاد آوری کا سبب ہے

پھر بندہ جو اذکار کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ امام احمد بن مسیح نے المسند میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف چکر لاتے ہیں کہ ان کے لیے ہلکی سی آواز ہوتی ہے جیسے شہد کی بھٹکی کی بھٹکنا ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا رہے۔ جو شخص راحت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ جل شانہ مصیبت کے وقت اس کو

یاد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کافر مانبردار اور ذکر کرنے والا بندہ جب کسی مصیبت سے دوچار ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کا سوال کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار! یہ مسروف آواز ہے جو معروف (شناسم) بندے سے آ رہی ہے اور جب خدا کی یاد سے غافل آدمی دعا یا سوال کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کوئی منکری آواز ہے جو ممکر (اضھری) آدمی سے آ رہی ہے۔ نیز ذکر، اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے، جیسا کہ حضرت محاذر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر آدمی کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے عذاب الہی سے زیادہ نجات دلانے والا ہو۔

اللہ کا ذکر نزول سینہ و رحمت کا سبب ہے، فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں جیسا کہ احادیث میں آتا ہے، ذکر کی برکت سے زبان، غیبت، چخنوری، جھوٹ، بدگوئی اور لغوگوئی سے محفوظ رہتی ہے، چنانچہ تجریبہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان چیزوں سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان اس کی عادی نہیں ہوتی وہ ہر نوع کی لغویات میں بنتلا رہتا ہے۔

ذکر کی مجالیں فرشتوں کی مجالیں ہیں

نیز ذکر کی مجالیں فرشتوں کی مجالیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجالیں شیطان کی مجالیں ہیں، اب آدمی کو اختیار ہے کہ جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرے اور ہر شخص اسی مجلس کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے، ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید اور نیک بخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا شخص بھی نیک بخت ہوتا ہے اور غفلت یا لغویات میں بنتلا ہونے والا شخص خود بھی بد بخت اور بد نصیب ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا شخص بھی بد بخت ہوتا ہے، ذکر کی برکت سے بندہ قیامت کے دن

حضرت سے محفوظ رہتا ہے اس لیے کہ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حضرت اور نقصان کا سبب ہوگی۔

پھر ذکر کے ساتھ اگر تھائی میں رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جب کہ ہر شخص میدانِ حشر میں بلبارہا ہو گا یہ عرشِ اللہ کے سایہ میں ہو گا، اور ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو چیزیں دعائیں مانگنے والوں کو متی ہیں، جیسا کہ حدیث مبارک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعا کیں مانگنے والوں سے زیادہ افضل عطا کروں گا۔ [بخاری، ترمذی]

ذکر آسان ترین عبادت ہے

اور یہ ذکر سہل ترین عبادت ہونے کے باوجود تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ اس لیے کہ زہلان کو حرکت دینا بدن کے دوسرا تمام اعضاء کو حرکت دینے سے زیادہ سہل ہے۔ اگر انسان کا کوئی دوسرا عضو دن ورات اس قدر حرکت کرے جس قدر زبان کا عضو حرکت کرتا ہے تو وہ انتہائی مشقت میں بٹلا ہو گا بلکہ اس کے لیے ایسا کرنا ناممکن ہو گا۔ اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں جیسا کہ جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کو میرا ہسلام کہنا اور ان کو یہ بتانا کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے، اس کا پانی برا شیریں ہے اور جنت ایک چیل میدان ہے اور اس کے پودے سبحان الله، الحمد لله، اور لا اله الا الله اور الله اکبر ہیں۔

نیز ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کلمات پڑھے: سبحان اللہ وبحمدہ توجنت میں اس کے لیے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

جس قدر انعام اور بخشش کا وعدہ اس (ذکر) پر ہے اس قدر کسی اور عمل پر نہیں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور سو نیکیاں اس کے لیے لکھی جاتی ہیں اور اس کی سو برائیاں معاف کر دی جاتی ہیں اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرے۔ [بخاری، مسلم]

اسی طرح ارشاد ہے کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

تو اس کی تمام خطا میں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر

ہوں۔ [بخاری]

ذکر محبوب ترین عمل ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات کہنا:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔

مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہو۔ [مسلم]
حضرت انس بن مالک رض کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص
صح و شام یہ پڑھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَشْهَدُكَ وَأَشْهَدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ
وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ
وَرَسُولُكَ

تو اللہ تعالیٰ اس کے چوتھائی حصہ کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں اور جو یہ کلمات دو
مرتبہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نصف حصہ کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں اور جو یہ کلمات
تین مرتبہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تین چوتھائی حصہ کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں۔
اور جو شخص یہ کلمات چار مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو (کلی طور پر) جہنم سے
آزاد کر دیتے ہیں۔ [ترمذی]

حضرت ثوبان رض کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صح و شام
یہ کلمات پڑھتا ہے:

رَضِيَتُ بِاللَّهِ رَبِّيْا وَبِالْإِسْلَامِ دِينِا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَسُولًا

تو اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں کہ اس کو راضی کریں۔ [ترمذی]

جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَحْدَهُ وَ
يُمْيِتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَمْدِيَّ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قدیر۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ برا یاں مٹا دیتے ہیں اور دس لاکھ درجات بلند کر دیتے ہیں۔ [ترمذی]

ذکر سے غفلت نقصان کا باعث ہے۔

دوام ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے جو (نیان) دارین کی شقاوتوں کا سبب ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دینا خود اپنے نفس کو بھلا دینے کا سبب ہوتا ہے اور اپنے نفس کو بھلا دینا تمام مصلحتوں کے بھلا دینے کا سبب ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَإِنْهُمْ أَنفُسُهُمْ وَلِنَكُنْ هُمْ الْفَاسِقُونَ﴾ [العاشر: ۱۹]

یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو، جنہوں نے اللہ سے بے پرواہی کی پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پروا کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔“ جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کی مصلحتوں سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے، جیسا کہ کسی شخص کا باغ یا کھیت ہو اور وہ اس کو بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالة وہ برپا ہو جائے گا۔ اس سے امن جب ہی ممکن ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت ترویازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے جیسے پیاس کی شدت کے وقت پانی، بھوک کی بیتابی کے وقت کھانا اور سخت سردی اور سخت گرمی کے وقت لباس اور مکان، بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کامستحق ہے اس لیے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح کی اور قلب کی ہلاکت کی بنیت

کچھ بھی نہیں ہے اور اگر دوام ذکر کا صرف یہی ایک فائدہ ہوتا اور دوسرے فائدہ کثیرہ نہ ہوتے تو یہی ایک فائدہ کافی تھا اور شرافت و کرامت کے اعتبار سے کچھ کم نہ تھا۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے بے پرواہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی دنیا و آخرت میں اس کو بھلا دیتا ہے اور عذاب میں گرفتار کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَعْشَرَةً يَوْمًا
الْقِيمَةُ أَعْمَىٰ ○ قَالَ رَبِّنِي حَسَرَتِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا
○ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ أَيْتَنَا فَسِيْطَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ

[طہ: ۱۲۴، ۱۲۶]

ذکرِ الہی سے اعراض کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس کی نازل کردہ کتاب اس کے اوامر و نواہی اور اس ذات کے اسماء و صفات اور اس کی بیش بہانتوں کو فراموش کر دے کیونکہ جب خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گا تو نہ کوہ تمام امور سے لازمی طور پر غافل ہو گا۔

لفظ ”ضَنْكًا“ کی تفسیر

آیت ہذا میں ”ذکر“ مصدر ہے جو اپنے معمول مذکور کی طرف مضاف ہے، مطلب یہ ہو گا کہ جو شخص کتاب اللہ سے بایس صورت اعراض کرے کہ اس کی تلاوت نہ کرے اس میں تدبیر نہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اس کے معانی کو نہ سمجھے تو اس کی زندگی اس کے لیے تنگ اور تکلیف دہ ہو گی۔ لفظ ”ضَنْكًا“ کا معنی بلاء و شدت اور تنگی وختی کا ہوتا ہے۔ بعضوں نے اس کی تفسیر عذاب برزخ سے کی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ برزخی زندگی کے ساتھ دنیاوی زندگی کو بھی یہ امر شامل ہے، یعنی دونوں جہانوں میں تنگی

سے دوچار ہوگا اور پھر عالم آخرت میں عذاب میں ڈال کر بھلا دیا جائے گا۔ جب کہ الہ سعادت و فلاح کا معاملہ اس کے برکت ہے ان کی حیات دنیوی و برزخی بڑی عمدہ و خوشگوار ہوتی ہے اور پھر آخرت میں بھی افضل و اعلیٰ اجر و ثواب سے نوازے جائیں گے۔
ارشاد خداوندی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَلِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْسِنَنَّ لَهُ حَيَاةً طَيِّبَةً﴾ [الحل: ۹۷]

”جو شخص خواہ مرد ہو یا عورت، نیک اعمال بجا لائے گا اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی دیں گے۔“

اب یہ حیات طیبہ اسے دنیا میں حاصل ہوگی۔ ارشاد الہی ہے:

﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِإِحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

[الحل: ۹۶]

”ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دیں گے۔“

اور یہ جز اور بدلہ دنیا اور برزخ دونوں میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَا يُبُوْتُنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَا جُرْأَةُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لُوْكَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ [الحل: ۴۱]

نیز فرمایا:

﴿فَوَأَنَّ اسْتُغْفِرُوا لَكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمْتَعَكُمْ مَتَّعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمَّى﴾ اس کا تعلق دنیا سے ہے اور

﴿وَيُوْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ﴾ [مود: ۳] کا تعلق آخرت سے ہے۔

اسی طرح ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَعْبَادُ الَّذِينَ أَمْنَوْا أَتَقُوَّا بِكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ
الْدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ

بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ۱۰]

”آپ ملکِ آدمیت موسویوں سے کہہ دیجئے کہ تم اپنے رب سے ڈرو، جن لوگوں نے اس دنیا میں اچھے کام کیے ان کے لیے اچھائی ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے، صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا پورا دیا جائے گا۔“

نیکی کا اجر اور بدی کی سزا

یہ چار موقع ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ وہ نیکوکاروں کو دو جزا میں دے گا ایک جزا دنیا میں اور دوسری جزا آخرت میں۔ چنانچہ اچھے عمل کا جلدی بدلہ ضرور ملتا ہے اور برائی کا بدلہ بھی خواہ دیر سے ہو ضرور ملتا ہے۔ اگر نیکوکار کو اپنی نیکی پر صرف یہ بدلہ دیا جاتا کہ اس کا سینہ کھل جائے، دل میں وسعت پیدا ہو جائے سرور و خوشی حاصل ہو جائے، رب تعالیٰ کے ذکر و اطاعت سے لذت قلبی حاصل ہو، اس کی محبت سے اس کی روح خوش ہو جائے تو یہ فرحت و خوشی اس آدمی کی خوشی سے یقیناً زیادہ ہوتی جو کسی بادشاہ کا مقرب ہو اور اسے اپنے بادشاہ کے تقریب پر خوشی حاصل ہو، اسی طرح جو بدلہ برائی کرنے والوں کو دیا جاتا ہے کہ اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے، دل میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے، رنج و غم اور خوف و حشت اور دل میں ظلمت و تاریکی پیدا ہو جاتی ہے تو ادنیٰ حس و حرکت رکھنے والا شخص آسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ غموم و ہموم اور آفات و مشکلات

دنیاوی عذاب اور دنیا کی آگ اور جہنم ہیں۔ اس کے بالمقابل رجوع الی اللہ، رضائے الہی کا حصول، دل کا محبت الہی سے لبریز ہونا اور زبان کا اس کے ذکر سے تروتازہ رہنا اور اس کی معرفت سے سرور و خوشی کا ملنا اس کے لیے ثواب عاجل اور ایسی جنت و عیش ہے کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہے۔

میں نے اپنے شیخ امام ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی بھی ایک جنت ہے جو اس میں داخل نہیں ہوا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہ ہو گا۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے کہ یہ میرے دشمن میرا کیا بگاڑ لیں گے؟ میرے دل میں میری جنت ہے، اگر میں انتقال کر گیا تو وہ جنت میرے ساتھ ہے مجھ سے جدا نہیں ہو گی، کیونکہ مجھے قید کرنا، خلوت اور مجھے قتل کرنا، شہادت اور جلاوطن کرنا، سیاحت ہے۔

جن دونوں میرے شیخ قلعہ میں بند تھے ان دونوں فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں سونے سے بھرا ہوا قلعہ بھی خرچ کر دوں تب بھی میرے نزدیک اس نعمت کے شکر کے برابر نہیں ہو سکتا یا فرمایا کہ جس خیر کا یہ لوگ سبب بنے ہیں اس کا بدل نہیں دے سکتا۔ آپ قید کی حالت میں بحالت سجدہ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَى ذُكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ مَا كَشَأَ اللَّهُ

ایک بار مجھ سے فرمایا کہ اصل محبوس (گرفتار) وہ ہے جس نے اپنا قلب اپنے رب کی یاد سے محبوس کر دیا ہوا اور ماسور (قیدی) وہ ہے جس کو اس کی خواہشات نے گرفتار کر رکھا ہو۔

جب انہیں قلعہ میں داخل کیا گیا اور وہ اندر تک گئے اور چہار دیواری پر نظر پڑی تو

یہ آیت پڑھی:

﴿فَصُرِّبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بِأَطْنَهٖ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرٌ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾ [الحدید: ۱۳]

ذکر حیات طیبہ کا سبب ہے

خدا جانتا ہے کہ میں نے اپنے شیخ سے زیادہ کسی کی زندگی کو خوشگوار اور پر سکون نہیں پایا۔ حالانکہ وہ ظاہری طور پر نگ و تاریک زندگی بسر کر رہے تھے اور عیش و آرام کے بر عکس تکلیف و آلام میں بنتا تھا، لیکن اس قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود ان کی زندگی حیات طیبہ کا مصدق تھی، قلبی انشراح اور باطنی قوت حاصل تھی، چجزہ شفقتہ، بار و نق اور تروتازہ تھا۔ جب کہ ہمارا حال یہ ہے کہ جب کسی پریشانی سے دوچار ہوتے ہیں تو طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور ساری زمین نگ ہو جاتی ہے۔ جب کہ اس حالت میں ہم جب ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں تو ساری مشقتوں، الجھنیں کافور ہو جاتی ہیں اور قلب دوبارہ انشراح، قوت و یقین اور طہانیت کے جذبہ سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اللہ کی شان کیا عجیب ہے جو اپنے بعض بندوں کو اپنی ملاقات سے پہلے ہی ان کی جنت دکھادیتے ہیں اور دنیا میں جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ چنانچہ پھر طلب و مسابقت کے مطابق اس جنت کی پاکیزہ ہوا میں اور خوبصوری میں ان تک پہنچتی رہتی ہیں۔

ابراهیم بن ادھم رض کہتے ہیں کہ اگر بادشا ہوں اور ان کے صاحزوادوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم کس قدر عیش و آرام میں ہیں تو تکواریں لے کر ہم پر حملہ آور ہو جائیں۔ ایک عارف باللہ کہتے ہیں کہ دنیا کے مساکین وہ ہیں جو دنیا سے اس حالت میں

رخصت ہو گئے کہ انہوں نے دنیا کی عمدہ اور پاکیزہ چیز کو چکھا نہیں، کسی نے پوچھا کہ دنیا کی عمدہ اور پاکیزہ چیز کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ اللہ کی محبت اور اس کی معرفت اور یاد ہے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ قلب پر ایسے اوقات بھی آتے ہیں جب وہ جھوم کر رقص کرتا ہے۔

ایک اللہ والے کہتے ہیں کہ مجھ پر ایسے اوقات بھی آئے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگر جتنی اس طرح کے حالات و کیفیات سے محظوظ ہوں تو واقعی وہ عیش و طرب میں ہوں گے۔

یادِ الہی راحت و سکون کا ذریعہ ہے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت، اس کی یاد سے اطمینان و سکون اور اسی پر توکل و بھروسہ اور اسی سے خوف و رجاء درحقیقت دنیا کی جنت اور اس کی نعمتیں ہیں جس کے برابر اور کوئی نعمت و آسانی نہیں ہو سکتی۔ یہی چیز اہل محبت کی آنکھوں کی مخندگ اور اہل معرفت کی حیات و زندگی ہے اور پھر جس قدرت محبتِ الہی سے آنکھوں کو مخندگ حاصل ہوگی اسی قدر دنیا میں اس کو خوشی و فرحت حاصل ہوگی اور جس کی آنکھیں اس کی محبت سے مخندگی نہ ہوں اس کو خوشی و فرحت کی بجائے دنیا کی حرمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ بات زندہ دل شخص سمجھ سکتا ہے اور وہ ہی اس کی تصدیق کرے گا لیکن مردہ دل آدمی کا حال اس کے بر عکس ہے وہ تو تجھے وحشت میں ڈالے گا اس لیے تجھے چاہئے کہ اس سے حتی الامکان دور رہے، اگر ایسی ابتلاء چیز آ جائے تو ظاہری طور پر تو اس کے ساتھ رہو لیکن قلبی اور باطنی طور پر اس سے کنارہ کش رہو۔ جانتا چاہئے کہ تجھے وقت کے ضیاء، ارادہ کی کمزوری اور قلبی افتراق اور خداۓ برتر سے بعد و انقطاع پر بہت زیادہ حرمت و

(۲۸) افسوس ہوتا چاہئے۔ ایسی صورت میں حتیٰ المقدور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہئے اور تیری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ دوسرا شخص جو تمہارے عمل میں رکاوٹ کا باعث بن رہا ہے اس کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلو، جیسے کوئی شخص چلا جا رہا ہو راستے میں اس کو کوئی آدمی روک لیتا ہے تو ایسے موقع پر تیری خوب کوشش ہو کر اُسے بھی اپنے ساتھ سوار کر لے، نہ یہ کہ تم خود اس کا ہم سفر بن جاؤ اور اگر وہ تمہارے ساتھ چلنے پے انکار کرے اور اس کو تمہارے ساتھ سفر کرنے کی کوئی طمع نہ ہو تو اس کے پاس نہ ٹھہر و بلکہ اس کو چھوڑ کر اور اس سے عدم توجہ کر کے اپنی سواری پر سوار ہو کر منزل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ راہزن ہے، خواہ کوئی بھی ہو، پس تو اپنے قلب کی حفاظت کر اور اپنے شب و روز کو خیال سے گزار، اپنی منزل پر عین وقت پر پہنچ، ایسا نہ ہو کہ تیرے رفقاء تو اپنی منزل پر پہنچ جائیں اور تو گھر میں ہی بیٹھا رہ جائے۔

ذراغور تو کرو ایسی صورت میں تمہاری اپنے ساتھیوں سے ملاقات کیونکر ہو گی؟ بہر حال! ذکر کے فائدہ بیان ہو رہے تھے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ذکر سے آدمی ترقی کی منازل طے کرتا رہتا ہے اپنے بستر پر بھی، بازار میں بھی، صحت میں بھی اور بیداری میں بھی نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہر حال اور ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہو، حتیٰ کہ جس کا دل نور ذکر سے منور ہو جاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیدار سے بڑھ جاتا ہے۔ وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

ایک عبادت گزار آدمی کی حکایت ہے کہ وہ کسی عابد و زاہد شخص کا مہمان بنا تو رات کے وقت وہ مہمان مصلے پر نماز پڑھتا رہا اور وہ آدمی بستر پر سویا رہا۔ جب صبح ہوئی تو مہمان نے اس سے کہا کہ آج قافلہ تھجھ پر سبقت لے گیا، اس نے کہا کہ یہ کوئی کمال نہیں۔

ہے کہ رات بھر سفر کرے اور صبح کے وقت قافلہ سے جامیں بلکہ باکمال شخص تو وہ ہے جو رات بھر بستر پر سویا رہے اور صبح ہو تو قافلہ سے بھی آگئے نکلن جائے۔

عمل کا مدار قلبی کیفیت پر ہے

بزرگوں کے ایسے واقعات کا صحیح محمل بھی ہے اور غلط محمل بھی ہے۔ پس جس نے یہ فیصلہ کیا کہ بستر پر لیٹا ہوا اور سویا ہوا شخص اس آدمی سے آگئے بڑھ جاتا ہے جو ساری رات عبادت کرتا رہے تو یہ فیصلہ غلط ہے۔ اس کا صحیح محمل یہ ہے کہ وہ شخص جو ظاہر بستر پر لیٹا ہوا ہو لیکن حقیقت میں اس کا قلب اللہ کے ساتھ متعلق ہو اور اس کی قلبی محبت عرش خداوندی سے ملتزم ہو اور اس حال میں رات بر کرے کہ اس کا دل عرش الہی کا فرشتوں کے ساتھ طواف کرے اور وہ دنیا و مافیہا نے لائق ہو اور کوئی درد، تکلیف شب بیداری میں عارض اور مانع ہو یا اسے کسی دشمن کا خوف ہو جو دشمن اس کی تلاش میں ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور عذر ہو تو ایسا شخص یقیناً اس سے افضل ہے جو ظاہر کھڑا نماز میں مشغول ہے، تلاوت کر رہا ہے لیکن اس کے دل میں دکھاؤ، خود پسندی، جاہ و منصب کی محبت ہے اور لوگوں کی ستائش کا خواہش مند ہے۔ یا اس کو کیفیت حضوری حاصل نہیں ہے، ظاہر کہاں ہے اور باطن کہاں؟ ظاہر ہے کہ وہ سویا ہوا شخص ایسے شب بیدار سے کئی مراحل آگئے ہے، کیونکہ عمل کا مدار قلب پر ہے نہ کہ ابدان پر اور اعتبار سکون کا ہے حرکت کا نہیں۔

ذکر کا نور ہر موقع پر ساتھ رہتا ہے

ذکر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں بھی پلی صراط پر آگئے رہتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے بڑھ

کر اور کوئی ایسی چیز نہیں جس سے قلوب اور قبور روشن ہوتے ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿أَوْ مَنْ كَانَ مُهِمًا فَاحْسِنْهُ وَجَعْلَنَاكَهُ نُورًا يُمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ
بَكْمَنَ مَثَلَهُ فِي الظُّلْمِ لَهُمْ بَخَارِقٌ مِّنْهُكُمْ﴾ [الانعام: ۱۲۲]
”یعنی ایسا شخص جو پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی
مسلمان بنا دیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس نور کو لیے ہوئے
آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے کیا
ایسا شخص بدحالتی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں
میں گمراہو کہ ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔“

پس اول شخص مؤمن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی
معرفت اور اس کے ذکر سے منور ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے، یہ نور
نهایت ہمّت بالشان چیز ہے اور اس میں پوری کی پوری کامیابی ہے اور اس کے فوائد ہونے
میں پوری کی پوری شفاقت ہے اس لیے نبی کریم ﷺ اس نور کی طلب اور دعا میں مبالغہ
فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جزو میں نور کو طلب فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا
فرمائی کہ حق تعالیٰ شانہ آپ کے گوشت میں، بڑیوں میں، پھنوں میں، بال میں، کھال
میں، کان میں، آنکھ میں، اوپر نیچے، دامیں باکی میں، آگے پیچے نور ہی نور کر دے۔ حتیٰ کہ یہ
بھی دعا فرمائی کہ خود مجھ کو بھی سرتاپا نور بنادے۔ [بخاری، مسلم]

آنحضرت ﷺ کی جامع دعا

مطلوب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے پروردگار عالم سے یہ دعا فرمائی کہ وہ ذات

آپ کے تمام ظاہری و باطنی اجزاء کو نور بنادے اور خود آپ کی ذات کو بھی نور بنادے۔ پس اللہ تعالیٰ کا دین نور ہے، اس کی کتاب نور ہے، اس کے رسول نور ہیں، اور وہ گھر جو اللہ نے اپنے اولیاء کے لیے تیار کیا ہے وہ بھی جگہ کتنا نور ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ خود نور السوات والارض ہیں۔ ان کا ایک نام بھی ”النور“ ہے۔ تاریکیوں کا پردہ بھی اسی کے نور سے ہوتا اور دور ہوتا ہے۔ طائف کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے یہ ذکر فرمائی کہ:

أَعُوذُ بِنُورٍ وَجْهَكَ الَّذِي أَشْرَقْتُ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَّهُ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ يَحْلَّ عَلَى غَضْبِكَ أَوْ يَنْزُلَ بِي سَخْطُكَ لَكَ الْعَتَبُ حَتَّى تَرْضِي، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ [ابن هشام]

”یعنی اے اللہ! میں آپ کی ذات کے نور کے واسطے سے جس سے ظلمات دور اور دونوں جہاں کے امور درست ہوتے ہیں۔ اس بات سے پناہ پکڑتا ہوں کہ آپ کا غضب مجھ پر نازل ہو یا آپ کی ناراضگی مجھ پر نازل ہو، میں تیری خوشنودی کا طالب ہوں اور نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت تو ہی دینے والا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ یہ دن ورات تمہارے رب کے ہاں نہیں ہیں۔ زمین و آسمان کا نور اس کی ذات کے نور سے وابستہ ہے۔ اس اثر کے بعض الفاظ یہ ہیں: آسمان کا نور اس کی ذات کے نور کی وجہ سے ہے۔

عمان الداری رضی اللہ عنہ نے اس کو ذکر کیا ہے: اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے:

﴿وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رِبِّهَا﴾ [آل عمران: ۶۹]

”یعنی زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو گئی۔“

جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندوں کے فیصلے کا ارادہ فرمائیں گے تو اس کے نور سے زمین جگہا اٹھے گی۔ اس روز زمین کی روشنی سورج کی وجہ سے نہیں ہو گی اور نہ چاند کی وجہ سے کیونکہ اس دن تو سورج اور چاند دونوں بے نور ہو چکے ہوں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حجاب نور ہے۔

شانِ خداوندی

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہؓ سے پانچ باتیں ارشاد فرمائیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے اور نہ ہی اس کی شایان شان ہے کہ وہ سوئے، البتہ وہ میزان کو پست وبالا کرتا رہتا ہے، اس کی بارگاہ میں رات کے عمل، دن کے عمل سے پیشتر پیختے ہیں اور دن کے عمل رات کے عمل سے پیشتر پیختے ہیں، اس کا حجاب نور ہے، اگر وہ اس حجاب کو ہٹا دے تو اس کے انوار و تجلیات حلقہ کی حد نگاہ تک کے حصہ کو جلا کر خاکستر کر دے پھر (ابو عبیدہ نے) یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ بُورَكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهُ﴾ [النمل: ۸]

[مسلم]

معلوم ہوا کہ اس حجاب کی روشنی ذات اللہ کے نور سے مستقاد ہے۔ اگر وہ حجاب نہ ہو تو ان کے انوارات و تجلیات سے حد نگاہ تک کی ساری زمین جل کر رہ جائے، یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پھاڑ پر جلی ڈالی اور اپنے حجاب کو تھوڑا سا ہٹایا تو وہ پھاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور اپنے رب کے سامنے ٹھہرنا شکر۔

حضرت ابن عباس رض نے لَا تُنْدِرْ كُهُ الْبَصَارُ [الانعام: ۱۰۳] کی جو تفسیر فرمائی ہے اس کا بھی مطلب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلّم نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی بجلی کے سامنے کوئی چیز نہیں ظہر سکتی۔ حضرت ابن عباس رض نے یہ معنی اپنی دلیق فطانت اور اعلیٰ ذہانت سے سمجھے، آخر ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جب کہ آنحضرت ﷺ نے خود ان کے لیے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! ان کو تفسیر کا علم عطا فرما۔ [رواه البخاری و مسلم و الترمذی و ابن ماجہ]

قیامت کے دن اگرچہ پروردگار کا آنکھوں سے دیدار ہو گا لیکن ان آنکھوں کا خداوند کریم کا مکمل طور پر اور اک کر لینا محال ہے جیسے دنیا میں سورج کا کا حقہ دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سائل کے جواب میں جس نے باری تعالیٰ کے دیدار کے متعلق سوال و اعتراض کیا تھا۔ یہ فرمایا کہ:

لَا تُنْدِرْ كُهُ الْبَصَارُ۔

”کہ نگاہیں اس کا اور اک نہیں کر سکتیں۔“

پھر فرمایا کہ کیا تو آسمان کو نہیں دیکھتا؟ اس نے اثبات میں جواب دیا کہ کیوں نہیں، دیکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس کا اور اک بھی کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو اس سے بھی عظیم تر اور برتر شان والے ہیں۔

نور قلب کی مثال

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس نور کی جو بندہ کے دل میں ہوا یہی مثال بیان فرمائی ہے جس کو صاحب علم شخص ہی سمجھ سکتا ہے۔

ارشاد فرمایا:

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورٍ كِمْشُكُوقٍ فِيهَا مِصْبَارٌ

الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةِ الْزُّجَاجَةِ كَانَهَا كَوْكَبٌ مُّوْقَدٌ مِّنْ شَجَرَةٍ
مُّبِرَّسَةٌ بِرِّتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتَهَا يُضِيَءُ وَلَوْلَمْ
تَمَسَّسَهُ نَارٌ حُوْدٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ هُجَّ وَيَضْرِبُ
اللَّهُ الْأَمْمَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيهِمْ۔ [النور: ۳۵]

”اللہ تعالیٰ نور دینے والا ہے آسانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی حالت
عجیبہ ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اور اس میں ایک چماغ ہے اور وہ چماغ
ایک تدبیل میں ہے اور وہ قتدبیل ایسا ہے جیسے ایک چمکتا ستارہ ہو وہ
(چماغ) ایک نہایت مفید درخت (کے تبل) سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ
زیتون (کا درخت) ہے جونہ پورب رُخ ہے اور نہ پچھم رُخ ہے اس کے
تبل کو اگر آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل
آئے گا (اور جب آگ بھی لگ گئی تو) نور علی نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور
تک جس کو چاہتا ہے راہ دے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں
بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانے والا ہے۔“

مَوْمَنْ كَانُورْ هِرْ وَقْتَ اسْ كَ سَاتِهِ رَهِيَ كَ

حضرت ابی بن کعب رض فرماتے ہیں کہ ابی انور قلب مسلم میں موجود ہوتا ہے۔ یہ
اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت اور ایمان و ذکر کا وہی نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے دل
میں ودیعت کر کھا ہے اور یہ وہی نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی طرف نازل کیا ہے
جس سے ان کو حیات بخشی، اور وہ اس کو لے کر لوگوں میں چلتے ہیں، اس نور کی اصل ان
کے قلوب میں موجود ہے پھر اس کا مادہ بڑھتے بڑھتے قوی ہوتا جاتا ہے اور جوارج و

اعضاء پر ظاہر ہونے لگتا ہے بلکہ ان کے کپڑوں اور گھروں میں بھی نمایاں ہونا شروع ہو جاتا ہے اور صاحب دل آدی اس کو دیکھتا ہے اور ساری مخلوق انکار کرتی ہے، پھر جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ نور نمودار ہو گا اور میل صراط کی تاریکی میں ان کے ایمان کے ساتھ ان کے آگے آگے دوڑتا ہو گا یہاں تک کہ وہ اس میل صراط کو طے کریں گے اور لوگوں کی یہ حالت قوت و ضعف کے اعتبار سے ہو گی۔ بعض تو ایسے ہوں گے جن کا نور آفتاب کی مانند ہو گا۔ کسی کا نور ماہتاب کی مانند ہو گا، کسی ہجراج کی مانند اور کسی کا اس سے بھی معمولی درجہ کا ہو گا اور کبھی روشن ہو گا اور کبھی بجھ جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ دنیا میں نور کی جو کیفیت و مقدار ہو گی وہی مقدار میل صراط پر ہو گی۔ بلکہ وہاں باطنی نور بھی ظہور پر یہ ہو گا۔ چنانچہ دنیا میں منافق کے لیے نور باطن موجود نہ تھا بلکہ نور ظاہر ثابت تھا اس لیے وہاں بھی اس کے لیے نور باطن نہیں ہو گا اس کو صرف نور ظاہر دیا جائے گا جو بالآخر خرظلمت و تاریکی کا باعث بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نور کی مثال طاق سے دی ہے یعنی انسان کا دل اس طاق کی طرح ہے جس میں چراغ رکھا ہوا ہو اور وہ چراغ ایک قندیل میں ہو جو ایسا صاف و شفاف ہو جیسے ایک چمکتا ہوا ستارہ، یہی حالت دل کی ہے اسے قندیل کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ بہت سے اوصاف کا جامع ہوتا ہے اور وہ اوصاف یہ ہیں صفائی، رقت اور صلابت۔ چنانچہ وہ ان صفات کی وجہ سے حق و ہدایت کو دیکھ لیتا ہے اور اس سے رأفت و رحمت اور شفقت و رقت پیدا ہوتی ہے اور وہ خدا کے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے حق کے معاملہ میں ان پر شدت و ختنی کرتا ہے اور اس میں صلابت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک صفت دوسری صفت کو ختم نہیں کرتی ہے اور نہ اس سے متعارض ہوتی ہے بلکہ اس کی مدد و معاون ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا:

(﴿إِشْدَادٌ عَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءُ بِهِنَّهُمْ﴾) [الفتح: ۲۹]

نیز فرمایا کہ:

(﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنَتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظَّا غَلِيلُظَّ الْقُلُوبِ لَانْفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ﴾) [آل عمران: ۱۵۹]

نیز فرمایا:

(﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنْفِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾)

[التوبہ: ۷۳]

اسی طرح ایک اثر (حدیث) ہے کہ قلوب اصل میں زمین پر اللہ تعالیٰ کے ظروف ہیں وہ ظرف اللہ کو سب سے زیادہ پیارا ہے جس میں سب سے زیادہ رقت، صلاحت اور صفائی ہو۔

قلب کی دو قسمیں

ایسے قلب کے بالقابل و عدموم قسم کے قلب ہیں:

قلب مجری و قاسی یعنی ایسا قلب جس میں تساوت و ختنی ہو یعنی پھرول، جس میں نہ رحمت ہو، نہ احسان ہو، نہ نیکی ہو، نہ صفائی ہو جس سے وہ حق وہدایت کا مشاہدہ کر سکے بلکہ ایسا پھرول شخص جبار اور جاہل ہے جو نہ حق وہدایت سے واقف ہے اور نہ مخلوق خدا پر مہربان ہے۔ اس کے مقابلہ میں قلب ضعیف ہے جو پانی کی مانند ہے جس میں کوئی قوت و استمساک نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر صورت کو قبول کر لیتا ہے نہ اس میں ان صورتوں کو محفوظ کرنے کی قوت ہوتی ہے اور نہ ہی قوت تاثیر ہوتی ہے جو بھی قوی، ضعیف، اچھی اور بُری صورت اس میں آتی ہے اس میں نقش ہو جاتی ہے جیسے آیت مذکورہ میں فرمایا گیا کہ نور کی

مثال طاق کی سی ہے جس میں چراغ رکھا ہو اور وہ چراغ روغن زیتون سے روشن ہو اور وہ درخت زیتون انہائی مناسب جگہ پر ہو جہاں صبح و شام سورج کی روشنی (دھوپ) پڑتی ہو۔ یقیناً ایسے درخت کا تسل انہائی صاف و شفاف ہو گا اور میل و کھیل سے بھی بہت دور ہو گا حتیٰ کہ آگ لگائے بغیر بھی وہ خود بخود جل آئھے گا اسی طرح مؤمن کے دل میں بھی ایک نور چراغ کا مادہ ہوتا ہے اور وہ شجرہ وحی ہے جس کی برکت سب سے عظیم ہے اور وہ انحراف سے بھی بہت دور ہے بلکہ وہ سب سے زیادہ معتدل اور افضل ہے نہ اس میں نظر انیت جیسا انحراف ہے اور نہ یہودیت جیسی کبروی ہے، بلکہ ان دونوں مذموم جانبوں کے بالکل وسط میں ہے، یہ نور ایمان کا مادہ ہے جو ہر قلب مؤمن میں موجود ہوتا ہے۔ پھر جس طرح صاف و شفاف روغن زیتون کی خوبی پیان ہوئی کہ اسے آگ بھی نہ چھوئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل آئھے گا اور جب آگ بھی لگ گئی تب تو نور علی نور ہے یعنی اس کی روشنی بھی مزید بڑھے گی اور اس کا مادہ قوی ہو گا اسی طرح مؤمن ہے قریب ہے کہ اس کا قلب اپنی فطری صلاحیت سے خود بخود روشن ہو کر حق کو پہچان لے لیکن جب وحی کا مادہ بھی آ کر اس کے قلب سے تخلوٰ ہوا تو نور فطرت پر نور وحی کا اضافہ ہو گیا جس سے دونوں جمع ہو گئے ایک نور فطرت اور دوسرا نور وحی۔ پس یہ نور علی نور ہوا، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی زبان سے با اوقات کوئی الگ حق کی بات نکل جاتی ہے جس کے متعلق اسے ابتداء میں کوئی حدیث وغیرہ معلوم نہیں ہوتی لیکن بعد میں اسے ایسی حدیث معلوم ہو جاتی ہے جو اس کی فطرت کے مطابق ہوتی ہے، ایک مؤمن کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ پہلے حق کا اور اک بر سنبھال اجمال کر لیتا ہے پھر اسے کوئی ایسا ثبوت مل جاتا ہے جو اس اجمال کی تفصیل کر دیتا ہے اس سے اس کا ایمان، شہادت وحی اور شہادت فطرت سے

ترتیٰ پاتا ہے۔ ایک عقینہ شخص کو اس آیت مبارکہ میں اور اس سے حاصل ہونے والے معانی شریفہ کی تطبیق میں غور و فکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا کہ اس کا نور آسمان و زمین میں ہے اور اس کے مومن بندوں کے قلوب میں ہے وہ ایسا نور ہے جو آنکھوں اور دلوں سے مشابہ اور محسوس ہوتا ہے اور یہ وہ نور ہے جس سے سارا عالم علوی و سفلی روشن ہے، یہ دو عظیم نور ہیں کہ ایک نور دوسرے سے بڑھ کر ہے، اگر کسی جگہ پر ان دونوں میں سے ایک نور موجود نہ ہو تو کوئی انسان و حیوان زندہ نہیں رہ سکتا اس لیے کہ جاندار نور کی جگہ میں ہی رہ سکتا ہے، خلمت کی جگہیں جہاں نور نہ چکتا ہو کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا، یہی حال امت محمدیہ کا ہے جس میں نور وحی اور نور ایمان کا فقدان ہو، اور جس قلب میں یہ نور موجود نہ ہو وہ قلب یقیناً مردہ ہے، اس میں حیات بالکل بھی نہیں ہے۔ جیسے بے نور جگہ میں حیوان کو حیات حاصل نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں حیات اور نور کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے فرمایا:

﴿أَوْمَنُ كَانَ مَهِيَا فَأَحْيَنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يُمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ
كَمَنْ مَثَلَهُ فِي الظُّلُمَتِ لَمَّا بَخَارِجٌ مِنْهُكَ﴾ [الانعام: ۱۲۲]

نیز فرمایا:

﴿وَكَذِلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوْحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرُى مَا
الْكِتَبُ وَلَا إِلِيمَانُ وَلِكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا تَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ
عِبَادِنَا﴾ [الشوری: ۵۲]

آپی اور ناری کا ایک ساتھ ذکر

اس آیت میں ”جَعَلْنَا“ کی ضمیر کے مرجع میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے

نzdیک اس کا مرجع "امر" ہے، بعض کے نzdیک "الكتاب" ہے بعض کے نzdیک "الایمان" ہے۔ جب کہ درست بات یہ ہے کہ یہ ضمیر "روح" کی طرف راجح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس روح کو جو ہم نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے نور بنایا ہے، تو اس کو روح اس لیے کہا کہ اسی سے حیات حاصل ہوتی ہے، اور اس کو نور اس لیے قرار دیا کہ اس سے اضاءت و اشراق حاصل ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لازم و مطلوب ہیں، جہاں یہ حیات اس روح کے ساتھ موجود ہوگی وہاں اضاءت و اشراق بھی موجود ہوگی اور جس جگہ اضاءت و اشراق موجود ہوگا اس جگہ حیات بھی موجود ہوگی، پس جو اس روح کو قبول نہ کرے وہ مردہ و تاریک ہے، جیسے بدن سے روح حیات نکل جائے تو یہ ہلاکت کا باعث ہوتا ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دو مثالیں ایک ساتھ بیان فرمائیں، یعنی آبی اور ناری کو ایک ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ آب (پانی) سے حیات اور نار (آگ) سے نور و اشراق پیدا ہوتا ہے۔ جیسے سورۃ البقرہ کے شروع میں یہ ارشاد فرمایا:

﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي أَسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوَلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلْمَتِ لَأَيْمَانِهِمْ﴾ [آل بقرہ: ۱۷]

اس کے بعد فرمایا: کہ ذہب اللہ بنورہم یوں نہیں فرمایا کہ ذہب اللہ بنارہم اس لیے کہ نار میں احراق اور اشراق کا مادہ ہے، تو جس میں اضاءت اور اشراق ہے اس کو ختم کر دیا اور ان کو اذیت اور احراق کی حالت میں رہنے دیا۔

یہی حال منافقوں کا ہے کہ ان کا نور ایمان نفاق کی وجہ سے جاتا رہا، اور کفر اور شکوک و شبہات کی حرارت باقی رہی جو ان کے دلوں میں جوش زن ہے اور وہ قلوب دنیا

میں ہی اپنی حرارت، گرمی اور اذیت میں بیٹھا رہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے وزان ہی قلوب کو جہنم کی آگ میں ڈال دے گا یہ اس شخص کی مثال ہے جس کا نور ایمان دنیا میں اس کے ساتھ قائم نہ ہو بلکہ ضیاء حاصل کرنے کے بعد جدا ہو گیا ہو یہ منافق شخص کی حالت ہے جو اقرار کے بعد مکر ہو گیا ہو، پس وہ ظلمات میں غرق رہتا ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ شائۃ نے ان کے بھائی، کفار کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِإِيمَانِنَا صُدِّقَ وَهُكُمْ فِي الظُّلْمِ﴾ [الاعم: ۳۹]

نیز فرمایا:

﴿وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلُ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يُسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنَدَاءً أَصَمٌ بِكُمْ وَمَدْحُومٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ [البقرہ: ۱۷۱]

منافقین کی مثال

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں منافقین کی حالت کو آگ جلانے والے شخص کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جس طرح آگ جلانے والا آگ جلانے اور اس سے اردوگرد کی جگہ روشن ہو جائے پھر اس آگ کی روشنی ختم ہو جائے اسی طرح منافق لوگ ہیں کہ پہلے ایمان لانے کی وجہ سے ایمان کی روشنی ظاہر ہوئی پھر وہ اس نور (روشنی) سے نکل گئے، اس لیے کہ مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ کی وجہ سے ان کے ساتھ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور قرآن سننے اور اسلام کے شعار دیکھنے کی بناء پر ان منافقوں نے اپنی آنکھوں سے اس نور کا مشاہدہ کر لیا تھا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: فهم لا یرجعون کہ وہ واپس نہیں لوئیں گے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کا لباس پہننے کے بعد اس کو اتار دیا اس

لیے وہ اب واپس نہیں لوٹیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا: فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ کہ وہ بے عقل ہیں اس لیے کہ انہوں نے اسلام کو سمجھا نہیں، اس میں داخل ہی نہیں ہوئے اور انہوں نے اس سے نہ روشنی حاصل کی، ہمیشہ سے کفر و ضلالت کی ظلمات میں پڑے رہے گوئے، بہرے اور اندھے بنے رہے۔ وہ ذات بڑی عجب شان رکھتی ہے جس نے اپنے کلام کو دلوں کے امراض کے لیے باعث شفاء، حقائق ایمان کے لیے منادی، حیات ابدی اور فیضِ دائیٰ کے لیے داعی اور راہِ رشد و ہدایت کے لیے ہادی بنایا۔ ایمان کا منادی اپنا اعلان کر چکا ہے جب کہ کان اس کی طرف متوجہ ہوں، قرآنی مواعظ بیان ہو چکے ہیں جب کہ قلوب کجرودی سے پاک اور خالی ہوں، لیکن حال یہ ہے کہ دلوں پر خواہشات و شبہات کی آندھیاں چل چکی ہیں، جس نے اس میں روشن چراغ بجھا کر رکھ دیئے ہیں اور وہ غافل اور جاہل لوگوں کے ہاتھ چڑھ گئے ہیں جس سے اس کی ہدایت کے دروازے بند ہو گئے اور اس کی کنجیاں کہیں گم ہو گئیں، اور اس پر زنگ چڑھ چکا ہے، اب کوئی کلام اس کے لیے کارگر ثابت نہیں ہوتا، دل نفسانی خواہشات اور جھوٹی اور بے بنیاد گواہیوں کے نشہ میں مخمور ہے، اب اس میں کسی طرح کی شرمندگی کا احساس باقی نہیں رہا، وہ اب غفلت و جہالت کے سمندر میں غرق ہو کر مر چکا ہے اور شہوات و خواہشات کا غلام بن کر رہ گیا۔

۔۔۔



ذکر اللہ کے فضائل

ذکر تصوف کا اصل الاصول ہے اور صوفیاء کے تمام طریقوں میں راجح ہے، جس شخص کے لیے ذکر کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے اللہ جل شانہ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا اور جو اللہ جل شانہ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور جس نے اپنے رب کو نہ پایا تو سمجھو کر اس نے کچھ نہیں پایا۔ نیز آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ اور کسی چیز سے پُر نہیں ہوتا، جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کبھی اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے باادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ مال و دولت، کبھی و جماعت اور حکومت کے باوجود ذلیل ہوتا ہے۔ ذکر پر اگنده کو مجتمع اور مجتمع کو پر اگنده کرتا ہے، دور کو قریب اور قریب کو دور کرتا ہے، پر اگنده کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق غموم و هموم، تکفارات اور پریشانیاں ہوتی ہیں ان کو دور کر کے جمیعت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پر اگنده کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تکفارات مجتمع ہوتے ہیں ان کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہوتے ہیں ان کو پر اگنده کر دیتا ہے اور شیطان کے جو لشکر آدمی پر مسلط ہیں ان کو پر اگنده کر دیتا ہے اور

آخرت جو دور ہے اس کو قریب کر دیتا ہے اور دنیا جو قریب ہے اس کو دور کر دیتا ہے کیونکہ آدمی جتنا تعلق مع اللہ میں بڑھے گا اس کی جتنی طلب قوی ہوگی شیطان کا لشکر اس سے بڑھ کر اس کا مقابلہ کر سے گا، اس کا واحد حل پہنچ کر اللہ ہے۔

ذکر دل کو بیدار رکھتا ہے

ذکر اللہ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ذکر آدمی کے دل کو نیند سے بیدار کرتا ہے، غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے عی منافع کھوتا رہتا ہے اور اس پر خسان غالب آ جاتا ہے لیکن جب بیدار ہوتا ہے تو وہ مافات کی تلافی کے لیے کمرستہ ہو جاتا ہے اور بقیہ زندگی جاگ کر گزارتا ہے اور یہ بیداری ذکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ نیند بھاری غفلت ہے۔ ذکر ایک درخت ہے جس پر معرفت کے پھل لکھتے ہیں، ان پھلوں کا حصول ذکر کے بغیر ممکن نہیں، ذکر جتنا کثرت سے ہو گا اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوطی ہوگی اتنے ہی زیادہ اس پر پھل لگیں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر تمام مقامات کے حصول کا ذریعہ ہے جس میں توحید سب کا اصل اصول ہے یعنی وہ بنیاد جس پر وہ حال اور مقام قائم ہے۔ جیسے بنیادوں پر دیواریں تعمیر کی جاتی ہیں اور دیواروں پر چھت کی بنیاد رکھی جاتی ہے، لیکن آدمی اگر بیدار نہ ہو تو وہ سلوک کی یہ تمام منازل طے نہ کر سکے گا اور یہ بیداری ذکر سے ہی پیدا ہوگی، کیونکہ غفلت دل کی نیند یا اس کی موت کا نام ہے پھر یہ ذکر اس ذات پاک کے قریب کر دیتا ہے جس کا وہ ذکر کر رہا ہے حتیٰ کہ اس کو اس کے ساتھ میمت نصیب ہو جاتی ہے اور یہ خصوصی میمت ہے جو علم و احاطہ کی میمت کے علاوہ ہے جو سب کو عام ہے، یہ حقیقت میں قرب و ولایت اور محبت و نصرت اور توفیق

کی معیت ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْذِينَ اتَّقَوْا﴾ [التحل: ۱۲۸]

”یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت متقین کو حاصل ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ [البقرہ: ۲۴۹]

”یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت صابرین کو حاصل ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [العنکبوت: ۶۹]

”یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی معیت نیکواروں کو حاصل ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لَا تَعْزَزْنَ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَّا﴾ [التوبہ: ۴۰]

”یعنی غم نہ کرو بے شک اللہ کی معیت ہمیں حاصل ہے۔“

ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی معیت نصیب ہوتی ہے

ذکر کرنے والے شخص کو بھی اس معیت سے حظ و افرغیب ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں۔ [البخاری]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میری مجلس میں بیٹھنے والے ہیں، اور میرا شکر کرنے والے میری زیارت کرنے والے ہیں، اور میری اطاعت کرنے والے میری کرامت والے ہیں، اور میں نافرمانی کرنے والوں کو بھی اپنی رحمت سے

نا امید نہیں کرتا ہوں، اگر وہ توبہ کر لیں تو میں ان کا حبیب ہوں کیونکہ میں توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں اور میں پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہوں، اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں، میں ان کو مصائب میں بنتا کرتا ہوں، تاکہ ان کو عیوب سے پاک کر دوں۔“

ذکر کرنے والے کو جو معیت ربیٰ حاصل ہوتی ہے اس کے مثل کوئی معیت نہیں ہے، کیونکہ کہ یہ معیت، متقیٰ اور محسن (نیکی کرنے والے) کو حاصل ہونے والی معیت سے زیادہ خاص ہے۔ یہ معیت ایسی ہے جس کا ادراک تقریر یا تحریر سے نہیں ہو سکتا، بلکہ صرف ذوقی فطرت سے اسے معلوم کیا جاسکتا ہے، یہ ایسا مقام ہے جہاں عموماً انسان ٹھوکریں کھاتا ہے جب کہ وہ رب اور عبد، خالق اور مخلوق اور عابد و معبود کے درمیان فرق کو پیش نظر نہیں رکھتا، اور نصاریٰ کی طرح حلول کا قائل ہو جاتا ہے یا وحدت الوجود کے قائل لوگوں کی طرح اتحاد کا معتقد ہو جاتا ہے کہ رب کا وجود بعینہ ان موجودات کا وجود ہے بلکہ ان کے نزد یک رب عبد اور خلق و حق کے مابین فرق نہیں رہ جاتا، رب ہی عبد اور عبد ہی رب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شبیهات سے منزہ اور برتر ہے جن کے یہ ظالم اور جاہل لوگ قائل ہیں۔

اللہ کا ذکر افضل ترین عبادت ہے

مقصود کلام یہ ہے کہ اگر بندے کا عقیدہ صحیح نہ ہو تو وہ لازمی طور پر حلول اور اتحاد کے دروازہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ نیز ذکر، غلاموں کو آزاد کرنے، والوں کے خرچ کرنے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ اس سے پہلے بھی اس قسم کی روایات گزر چکی ہیں کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

الشکا ذکر

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تواس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے لیے سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ مٹا دیتے جاتے ہیں اور اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ [الحدیث]

ابن ابی الدین رض نے اعمش سے، انہوں نے سالم بن ابی الجعد رض سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابوالدرداء رض سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی سو غلاموں کو آزاد کرتا ہے اس کا کیا اجر ہے؟ فرمایا کہ واقعی ایک آدمی کا سو غلاموں کو آزاد کرنا بڑی بات ہے، لیکن اس سے بھی افضل وہ ایمان ہے جس سے انسان دن رات وابستہ ہو وہ یہ کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے ترویاز ہو رہے۔ [الدر المشور ۱/۱۴۹]

حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کے راستہ میں دینار خرج کرنے سے زیادہ محظوظ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی چند تسبیحات کھوں۔

[ابن ابی شيبة فی مصنفہ ۸/۲۳۳]

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر و رض اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض میشے ہوئے تھے کہ عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ مجھے یہ کلمات راہ چلتے کہنا سب عن اللہ والحمد للہ ولا اللہ الا اللہ واللہ اکبر اس سے زیادہ محظوظ ہے کہ اتنی تعداد میں اللہ کے راستہ میں دینار خرج کروں تو عبد اللہ بن عمر و رض نے کہا کہ مجھے مذکورہ کلمات راہ چلتے کہنا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محظوظ ہے۔

اسی طرح حدیث ابی الدرداء رض پہلے گزر چکی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور درجات میں سب سے بلند تر ہوا اور (راو خدا میں) آنسو نا

چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو اور اس سے بھی زیادہ افضل ہو کہ تم اپنے دشمن سے جنگ کرو اور وہ تمہاری گرد نہیں اڑائیں اور تم ان کی گرد نہیں اڑاؤ؟ صحابہ رض نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں، ضرور تباہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ذکر اللہ"۔

[ترمذی، ابن ماجہ]

ذکر شکر کی جڑ ہے

نیز ذکر شکر کی جڑ ہے، جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا، ایک حدیث پاک میں آیا ہے جس کو زید بن اسلم رض نے ذکر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جل شلیل سے عرض کیا، پروردگار! آپ نے مجھ پر بہت احسانات کیے ہیں مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں! اللہ جل شلیل نے فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہو گا، لہذا میرا ذکر کشیر کیا کرو، اگر تم مجھے بھول گئے تو یہ کفر ان نعمت ہو گا۔"

اسی طرح امام رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں حضرت عبد اللہ بن سلام رض کی حدیث نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت میرے ذکر سے ترو تازہ رہے۔ عرض کیا: پروردگار! میں کبھی اسکی حالت میں ہوتا ہوں کہ اس حالت میں آپ کا ذکر کرنا گراں سمجھتا ہوں؟ فرمایا کہ کس حالت میں ہوتے ہو؟ عرض کیا: پروردگار میں کبھی جنابت یا بول و برآز کی حالت میں ہوتا ہوں؟ فرمایا کہ خواہ اس حالت میں ہو (ذکر قلبی کرو) عرض کیا: پروردگار! میں اس حالت میں کیا کہا کروں؟ فرمایا کہ یہ کہا کرو: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ وَجَنِينِي الْأَذْيَ وَسُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ فَقِينِي

الاذی

مصنف فرماتے ہیں:

کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ [بخاری، مسلم]

آپ نے آنحضرت ﷺ کی حالت کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ حالت طہارت اور حالت جتابت دونوں میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، اور قضاۓ حاجت کے وقت تو کسی نے حضور ﷺ کو دیکھا نہیں کہ وہ اس کو آگے نقل کرے۔ لیکن امت کے لیے یہ امر جائز قرار دیا گیا کہ وہ قضاۓ حاجت سے پہلے اور اس کے بعد ذکر کر سکتی ہے۔ اس سے ذکر اللہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اسی طرح جماع کے وقت یہ دعا پڑھنا جائز ہے: **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ جَبَّيْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنَّبَ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا** [بخاری و مسلم]

ظاہر ہے کہ قضاۓ حاجت اور الہیہ سے جماع کے وقت قلبی ذکر کرنا کرو وہ نہیں ہے، اس لیے کہ قلب، ذکر محبوب کے بغیر نہیں رہ سکتا، کیونکہ قلب محبوب کے ذکر سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا اگر ایسے موقعوں پر قلب کو نیسان (عدم ذکر) کا مکلف بنایا جائے تو یقیناً یہ تکلیف بالحال ہو گا۔ البتہ ذکر لسانی ایسے موقعوں پر غیر مشروع ہے، کیونکہ یہ امر نہ حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی سے منقول ہے۔

عبداللہ بن ابی ہند میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ ان کا ذکر بازار میں بھی کیا جائے اور وہ پسند کرتے ہیں کہ اس کا ذکر ہر حال میں کیا جائے سوائے قضاۓ حاجت کے وقت۔

قضائے حاجت کے وقت کس طرح ذکر کرے؟

قضائے حاجت کے وقت صرف حیاء کا احساس اور اس نعمت کو سوچنا کافی ہے اور یہ اعلیٰ ذکر ہے۔ ہر ذکر اس کے مناسب موقع کے ساتھ ہوتا ہے اور اس موقع کا ذکر کریے ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے حیا کا پروہ کرے، اور اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے احسان کو یاد کرے کہ اس نے کس طرح اس موزی چیز کو باہر نکال دیا کہ اگر یہ چیز اندر ہی رہتی تو ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے، لہذا جیسے کھانے کا عذاب بن کر پیٹ میں پکنچ جانا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسی طرح پیٹ سے آسانی کے ساتھ نکل جانا بھی اللہ کی نعمت ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رض جب بیت الغلاء سے نکلتے تو اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے کہ ہائے یہ تمنی بڑی نعمت ہے۔ کاش! لوگ اس کی قدر پہچانیں۔ بعض اللہ والے یوں فرمایا کرتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے نعمت کی لذت چکھائی اور اس کا فائدہ میرے جس میں باقی رکھا اور اس کے نقصان کو دور کر دیا۔ اسی طرح حالت جماع ہے کہ اس موقع پر اللہ کی نعمت کو یاد کرے جو دنیا کی عظیم ترین نعمت ہے، جب اللہ کی نعمت کو یاد کرے گا تو اس کے دل میں شکر ادا کرنے کا جذبہ ابھرے گا۔ معلوم ہوا کہ ذکر، شکر کی جڑ ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رض سے فرمایا کہ ”خدا کی قسم! اے معاذ رض! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، لہذا تم ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا نبھولنا: اللہُمَّ أَعْلِمُ
ذُكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“ [رواہ ابو داود فی الصلة]

آخضنفور ﷺ نے اس فرمان میں ذکر اور شکر کو جمع فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دونوں کو جمع فرمایا:

﴿فَإِذْ كُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَأَشْكُرُهُنَّىٰ وَلَا تُكْفُرُونِ﴾ [القمر: ١٥٢]

معلوم ہوا کہ ذکر اور شکر انسانی سعادت و فلاح کا ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پر ہیز گار لوگوں میں سب سے زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں، اس لیے کہ تقویٰ کی انتہاء جنت ہے، اور ذکر کی انتہاء اللہ تعالیٰ کی معیت ہے۔ تقویٰ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اوصاف و نوافیٰ سے ہے جو دخول جنت کا سبب اور درجہ زیادہ نجات کا باعث ہے اور ذکر کا بدله اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی معیت ہے جس کا درجہ زیادہ ہے۔

عمل کرنے والوں کی دو قسموں کا ذکر

عمل کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اجر و ثواب کے حصول کے لیے عمل کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو مقام و مرتبہ کے حصول کے لیے عمل کرتے ہیں اور راللہ کا قرب حاصل کرنے اور اللہ کے ہاں مقام پانے کے لیے دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید میں ان دونوں انواع کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُصَدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قُرْضاً حَسَنَاً يُضَعِّفُ

لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ﴾ [الحدید: ۱۸]

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اجر و ثواب کے لیے عمل کرتے ہیں پھر اس کے بعد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِنَّكُمْ هُمُ الصَّابِرُونَ﴾

[الحدید: ۱۹]

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو حصول مقام و مرتبہ کے لیے اعمال بجالاتے

ہیں اس کے بعد فرمایا:

وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرٌ هُمْ وَنُورٌ لَهُمْ۔ [الحدید: ۱۹]

اب بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس جملہ کا مائل پر عطف ہے، مطلب یہ ہو جائے گا کہ یہی لوگ صد یقین بھی ہیں اور شہداء بھی کہ سابقہ امتوں پر گواہی دیں گے۔ پھر ان کے متعلق ایک اور خبر دی گئی کہ لَهُمْ أَجْرٌ هُمْ وَنُورٌ هُمْ میکن بعض حضرات کے نزدیک الْصِّدِّيقُونَ پر کلام پورا ہو جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شہداء کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرٌ هُمْ وَنُورٌ هُمْ تو پہلے متصدقین کا ذکر کیا جو نیکی کرنے والے ہیں پھر مومنین کا ذکر فرمایا کہ جن کے دلوں میں ایمان رائج اور لبریز ہو چکا ہوا یہ لوگ صد یقین ہیں جو علم و عمل والے ہیں۔ پہلے لوگ نیکی و احسان والے ہیں لیکن یہ لوگ صد یقینت کے اعتبار سے اکمل و افضل ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شہداء کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق اور نور عطا فرماتے ہیں، اس لیے کہ جب انہوں نے اپنی جانیں اللہ کی رضا کے لیے قربان کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح بدله دیا کہ ان کو اپنے پاس زندہ رکھا اور ان کو رزق سے نوازا، ایسے تمام لوگ سعادت مند اور خوش بخت ہیں۔ پھر اشقياء اور بد بختوں کا ذکر فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَسَكَنُوا بِإِيمَنِنَا أُولَئِنَّكَ أَصْحَبُ الْجَنَّمِ﴾

[الحدید: ۱۹]

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب اجر اور اصحاب منزلت کا ذکر فرمایا اور یہ اجر اور منزلت (مقام) وہ دو چیزیں ہیں جس کا فرعون نے جادوگروں سے وعدہ کیا تھا کہ اگر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو مغلوب کر دیا تو ان کو یہ دونوں چیزیں ملیں

گی، چنانچہ جادوگروں نے فرعون سے پوچھا کہ:

﴿إِنَّا لَنَا لِأَجْرٍ إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَلِيْمُنَ قَالَ نَعَمْ وَإِنْكُمْ إِذَا لَمْ يَنْ

الْمُقْرِبُيْنَ﴾ (الشعراء: ۴۱، ۴۲)

”یعنی جادوگروں نے پوچھا کہ اگر ہم غالب آئے تو کیا ہمیں اس کا اجر

(بدلہ) ملے گا: فرعون نے کہا کہ میں تمہیں اس کا صرف اجر نہیں دوں گا

بلکہ تم کو اپنا قرب او را پنے پاس مرتبہ بھی دوں گا۔“

معلوم ہوا کہ اہل عمل اجر کے لیے عمل کرتے ہیں اور اہل معرفت مراتب و منازل
کے حصول کے لیے عمل کرتے ہیں کہ ہمیں ان اعمال کے ذریعہ اللہ کا قرب او را س کی
معیت نصیب ہو جائے اور ان کے اعمال قبلیہ ان لوگوں کے اعمال سے زیادہ ہوتے
ہیں۔ بلکہ کبھی ان کے بدنبال اعمال ان لوگوں کے اعمال سے بڑھ جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پروردگارِ عالم سے مکالمہ

امام تیقینی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے
ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! آپ کے نزدیک مخلوق میں کون
سب سے زیادہ معزز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوہ شخص جس کی زبان میرے ذکر سے ہر وقت تروتازہ رہے۔

عرض کیا: پروردگار! آپ کی مخلوق میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟

فرمایا: کہ جو اپنے عمل کے لیے دوسرے کے علم کا مثالاً رہتا ہے۔

عرض کیا: پروردگار! آپ کی مخلوق میں کون سب سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے؟

فرمایا: کہ جو اپنی ذات کے لیے ویسا ہی فیصلہ کرے جیسے عام لوگوں کے لیے کرتا ہے۔

عرض کیا: پروردگار! آپ کی مخلوق میں سب سے بڑا گنہگار کون ہے؟

فرمایا کہ: جو مجھ پر تہمت لگاتا ہے۔

عرض کیا کہ پروردگار! بھلا آپ پر کبھی کوئی تہمت لگائے گا؟

فرمایا: کہ جو مجھ سے خیر مانگتا ہے لیکن میرے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا (وہ حقیقت

میں مجھ پر تہمت لگاتا ہے)۔ [بیہقی ۱/۴۵۱]

نیز حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر تشریف لے گئے تو عرض کیا: پروردگار! کونسا بندہ آپ کو سب سے زیادہ محظوظ ہے؟ فرمایا کہ جو میرا ذکر کرتا ہے مجھے بھولنا نہیں ہے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! کیا آپ نزدیک ہیں کہ میں آپ سے سرگوشی کروں یا دور ہیں کہ زور سے پکاروں؟ فرمایا کہ اے موسیٰ! میں اس شخص کا ہمنشیں ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔ عرض کیا کہ پروردگار! میں کبھی اسی حالت میں ہوتا ہوں کہ اس حالت میں آپ کی یاد سے دور رہتا ہوں؟ فرمایا کہ اے موسیٰ وہ کون سی حالت ہے؟ عرض کیا کہ بول و برآز کی حالت میں۔ فرمایا کہ میرا ہر حال میں ذکر کیا کرو۔ [ابونعیم]

حضرت عبد بن عمر رض فرماتے ہیں کہ مومن کے نامہ اعمال کے اندر ایک بار الحمد للہ کی تسبیح کا موجود ہونا اس کے لیے دنیا کے پہاڑوں سے زیادہ افضل ہے۔ جو سونے کو ساتھ لیے چلتے ہوں۔

ذا کرین عزت واکرام سے نوازے جائیں گے

حضرت حسن بصری رض فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک اعلان کرنے والا

اعلان کرے گا کہ اہل محشر کو ابھی معلوم ہو گا کہ کون عزت و اکرام کا زیادہ ستحق ہے؟

پھر کہا جائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کی شان یہ تھی کہ:

(تَتَجَافِيْ جَنُوْبَهُمْ عَنِ الْمُضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَكُمْعًا
وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يَنْفِقُونَ) [السحدہ: ۱۶]

”یعنی جس کے پہلو خواب گاہوں سے دور رہتے تھے اور وہ امید و نیم میں اپنے رب کو پکارا کرتے تھے اور ہمارے دینے ہوئے میں سے خرچ کیا کرتے تھے۔“

فوراً وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے آئیں گے، پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ابھی اہل محشر جان لیں گے کہ عزت و اکرام کا کون زیادہ حق دار ہے؟

پھر (کہے گا کہ) وہ لوگ کہاں ہیں جن کی شان یہ تھی کہ:

(لَا تَلِمِيهِمْ تِجَارَةً وَلَا يَمْعَنْ ذِكْرِ اللَّهِ) [النور: ۳۷]

”یعنی وہ لوگ جن کو نہ تجارت خدا کی یاد سے غافل کرتی تھی اور نہ خرید و فروخت۔“

چنانچہ وہ لوگ بھی کھڑے ہوں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے، پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اہل محشر ابھی جان لیں گے کہ عزت و اکرام کا کون زیادہ حق دار ہے؟

پھر کہا جائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ بھی انھیں گے اور ان کی تعداد زیادہ ہو گی اس کے بعد باقی لوگوں کا حساب

وکتاب ہوگا۔ [عبد الرزاق فی مصنفه ۱۱/۲۹۴]

ایک آدمی حضرت ابو مسلم الخولانی رض کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو مسلم! مجھے وصیت فرمادیجئے! آپ نے فرمایا کہ ہر دقت اللہ کا ذکر کیا کرو، اس نے کہا کہ مزید کوئی وصیت فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ خیال کریں۔ خود ابو مسلم الخولانی رض کا حال یہ تھا کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ کیا تمہارا یہ صاحبِ جنون و دیوانہ ہے؟ ابو مسلم نے اس کی بات سن لی، فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! یہ جنون نہیں، بلکہ جنون کی دواء ہے۔

ذکر سے قلبی قساوت دور ہوتی ہے

ذکر اللہ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ دل میں ایک خاص قسم کی قساوت ہوتی ہے جو ذکر کے علاوہ اور کسی چیز سے دور نہیں ہوتی۔ اس لیے انسان کو چاہئے کہ اللہ کے ذکر سے اپنے دل کی قساوت کا علاج کرتا رہے۔

ایک آدمی نے حضرت حسن رض سے عرض کیا: اے ابوسعید رض! میرے دل میں قساوت پیدا ہو گئی ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ اللہ کے ذکر سے اس کو ختم کرو۔ اس لیے کہ جب بھی غفلت میں زیادتی ہوتی ہے تو قساوت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو وہ قساوت ختم ہوتی جاتی ہے، جیسے سیسے آگ میں ڈالا جائے تو وہ پکھلتا ہے اسی طرح اللہ کے ذکر کی برکت سے دلوں کی قساوت پکھلتی ہے۔

ایک فائدہ یہ ہے کہ ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔ غفلت دل کا مرض ہے،

قلوب امراض کا شکار ہو جایا کرتے ہیں جس کا علاج اللہ کا ذکر ہے۔ حضرت مکھول رض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کاذکر شفاء کا سبب ہے اور لوگوں کا ذکر بیماری کا ذریعہ ہے۔ امام زین العابدین رض نے حضرت مکھول رض سے مرفوعاً اور مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ جب دل اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے تو شفاء اور عافیت میں ہوتا ہے اور جب اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو پُرمردہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے:

اذا مرضنا تدواينا بذكركم ④ فنترك الذكر أحيانا منتفكس
”یعنی جب ہم مرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو تمہاری یاد سے علاج کر لیتے ہیں پھر جب یاد سے غافل ہوتے ہیں تو پُرمردہ ہو جاتے ہیں۔“

نیز ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کے ساتھ دشمنی کی جڑ ہے، بندہ اللہ تعالیٰ کا ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ سے محبت ہو جاتی ہے جو اس کے ساتھ دوستی کا ذریعہ بنتی ہے اور مسلسل غفلت میں رہنے سے بعض پیدا ہو جاتا ہے جو بالآخر دشمنی کا سبب بن جاتا ہے۔

یاد غفلت کے بُرے نتائج

امام او زاعی رض فرماتے ہیں کہ حسان بن عطیہ رض کہتے ہیں کہ اپنے رب سے اس سے بڑی اور کوئی دشمنی نہیں ہو سکتی کہ بندہ اپنے رب کے ذکر سے کراہت کرے یا ذکر کرنے والوں سے کراہت کرے۔

اور اس دشمنی کی اصل جڑ یادِ خدا سے غفلت ہے اور جب یہ غفلت بڑھتی جاتی ہے تو انسان کے اندر ذکر اللہ سے کراہت بھی بڑھتی جاتی ہے بلکہ اللہ کا ذکر کرنے والوں سے بھی کراہت پیدا ہو جاتی ہے بالآخر وہ (غافل) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کرنے لگ جاتا

ہے جیسے ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرنے لگ جاتا ہے۔
نیز اللہ کے ذکر کے برابر کوئی چیز نعمتوں کو کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے
والی نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ذکر جالب نعم اور دافع نعم ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [الحج: ۳۸]

”یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا دفاع کرتا ہے۔“

ایک قراءت میں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُهُ﴾ ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کا دفاع اور دفعہ (عذاب ہٹانا) مسلمانوں کی قوت ایمانی کے مطابق
ہے اور ایمان کا مادہ اور قوت اللہ کا ذکر ہے۔ لہذا جو شخص کامل الایمان اور کشیر الذکر ہو گا
اللہ تعالیٰ کا دفاع اور دفعہ (عذاب ہٹانا) اس سے بڑھ کر ہو گا اور جو ذکر میں ناقص ہو گا
اس کا دفاع بھی ناقص ہو گا۔

ارشادربانی ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَنَ رَبُّكُمْ لَنِّ شَكَرْتُمْ لَا زِيَّدَنَّكُمْ﴾ [ابراهیم: ۷]

”یعنی تمہارے رب کا یہ اعلان ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمتوں میں
اضافہ کروں گا۔“

جیسے پہلے گزار کہ ذکر شکر کی جزا ہے اور شکر نعمتوں کو کھینچنے والا اور زیادتی نعمت کا
باعث ہے۔

ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ اس ذات کی یاد سے غفلت برتنے سے بڑھ کر کوئی

قاحت اور برائی نہیں جو تیری یاد سے کبھی غافل نہیں ہے۔

ذکر الہی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے

ذکر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی صلوٰۃ (ذعا) ہوتی ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور فرشتے اس کے لیے دعائیں کریں تو یقیناً وہ شخص کامل کامیاب اور فلاح یاب ہے۔ ارشاد الہی ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذُكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبُّوْهُ وَبَكْرَةً
وَأَصْبِلُاهَا ۝ هُوَ الَّذِي يُصْلِي عَلَيْكُمْ وَمَلِئَكَتُهُ لِمُخْرَجِكُم مِّنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْعُوْمَنِينَ رَحِيمًا) [الاحزاب: ۱]

”اسے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو، اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو، وہ ایسی ذات ہے جو تم پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجت ہے اور اس کے فرشتے بھی، تاکہ وہ تم کو اندھروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔“

اب یہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ اور فرشتوں کی صلوٰۃ صرف ذکر کرنے والوں پر ہوتی ہے، جو ان کو ظلمات (اندھروں) سے نکال کر نور (روشنی) میں لانے کا سبب بنتی ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہو سکتی ہے؟ کیا ذکر کی برکت سے کوئی نعمت ایسی باقی رہ گئی ہے جو ذکر کرنے والے کو حاصل نہ ہوئی ہو؟ یا کوئی ایسی برائی جو اس سے دور نہ ہو گئی ہو؟ افسوس صد افسوس! ان لوگوں پر جو اپنے رب کی یاد سے غافل ہیں اور اس کے خیروں نفل سے محروم ہیں۔ جو شخص یہ چاہے کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت کے باغوں میں رہے اسے چاہئے کہ ذکر کی مجلس میں بیٹھئے کہ مجلس ذکر حقیقت میں باغات جنت ہیں۔

امام ابن الہبی وغیرہ نے حدیث جابر بن عبد اللہ رض نقل کی ہے کہ حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: لوگو! جنت کے باغات میں میوے چمن لیا کرو۔

صحابہ رض نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا کہ ذکر کی مجلسیں پھر فرمایا کہ صبح و شام اللہ کا ذکر کرو جو شخص اللہ کے ہاں اپنا مقام جانا چاہے اس کو چاہئے کہ وہ غور کرے کہ خود اس کی نظر میں اللہ تعالیٰ کا کیا مقام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو وہی مقام دیتے ہیں جو بندہ اپنے رب کو مقام دیتا ہے۔

ذکر کی مجلس حقیقت میں فرشتوں کی مجلس ہے

نیز ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں۔ جیسے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رض کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں، راستوں میں گھومتے پھرتے، اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں، جب کہیں کوئی قوم پاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہو تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آ جاؤ اپنے مقصد کی جانب! پھر وہ فرشتے ان کو اپنے پروں سے آسان دنیا سکھیر لیتے ہیں پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ان کا خوب علم ہوتا ہے) میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ کی تسبیح، تکبیر، تمجید اور تمجید کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہے! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟

(۴۰) فرشتے کہتے ہیں کہ اگر آپ کو دیکھ لیں تو آپ کی عبادت کرنے، تحریم و تجدید اور تسبیح میں مزید بڑھ جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟

فرشتے کہتے ہیں کہ پروردگار! بخدا انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟

فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو یقیناً ان کی حرص و محبت اور طلب مزید بڑھ جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟

فرشتے کہتے ہیں کہ وہ "جہنم" سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟

فرشتے کہتے ہیں کہ پروردگار! خدا کی قسم! انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر جہنم کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟

فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو ان کا جہنم سے بھاگنا اور اس سے خوف زدہ ہونا مزید بڑھ جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (اے فرشتو!) میں تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک فلاں شخص بھی ہے جو اپنی ضرورت سے

آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہم نہیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا ہے۔” [بخاری، مسلم]

معلوم ہوا کہ یہ ذکر کی ہی برکت ہے کہ جہاں وہ (ذکر کرنے والے) خود محروم نہیں رہتے وہاں ان کا کوئی ہم نہیں بھی محروم القسم نہیں رہتا۔ مؤمن بھی ایسا ہی ہے کہ جہاں بھی ہومبارک ہوتا ہے اور فاجر غرض جہاں بھی ہونگوں ہوتا ہے۔
ثابت ہوا کہ مجالسِ ذکر حقیقت میں مجالسِ ملائکہ ہیں اور مجالسِ غفلت مجالسِ شیاطین ہیں، هر شخص اپنے مناسب موقع کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ذا کرین پر فخر کا اظہار کرتے ہیں

نیز اللہ جل شانہ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے صحیح مسلم میں ابوسعید الخدري رض کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت معاویہ رض مسجد میں لگئے ہوئے ایک حلقة کی طرف نکلے تو پوچھا کہ تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔

حضرت معاویہ رض نے فرمایا کہ کیا واقعی، خدا کی قسم کھاتے ہو کہ ذکر کے لیے تی بیٹھے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم اسی لیے بیٹھے ہیں، پھر فرمایا کہ میں نے تم پر الزام لگانے کے لیے تم سے قسم نہیں لی، کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ سے زیادہ قلیل حدیثیں نقل کرنے والا ہو، ”ایک دن رسول اللہ ﷺ صاحبہ رض کے ایک حلقة کے پاس تشریف لائے تو پوچھا کہ تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟

صحابہ رض نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ نیز اس لیے کہ

اس بات پر اس کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کی توفیق بخشی اور ہم پر احسان کیا،
حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا خدا کی قسم ہے اسی لیے بیٹھے ہو؟

انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہے ہم اسی لیے بیٹھے ہیں، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا
کہ خبردار! میں نے تم پر الزام لگانے کے لیے قسم نہیں لی۔ اصل میں میرے پاس جبریل
علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان لوگوں پر فخر
کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے فخر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ذکر عند اللہ برا
محبوب و افضل عمل ہے۔

پھر ذکر پر مداومت کرنے والا شخص جنت میں ہستا ہوا داخل ہو گا۔ جیسے حضرت
ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جن کی زبانیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہیں وہ
جنت میں ہستے ہوئے داخل ہوں گے۔ [الدر المنشور ۱/ ۱۵۱]

تمام اعمال سے اصل مقصود یادِ خداوندی ہے

نیز تمام اعمال ذکر ہی کے واسطے مقرر کیے گئے ہیں، ان سب سے مقصود یہی ذکر
اللہ ہے۔

جیسے ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَأَتِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طہ: ۱۴)
”یعنی میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔“

بعض حضرات اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ اس لیے نماز قائم کروتا کہ میں اس نماز
کے ذریعہ تجھے یاد کروں، یعنی مصدر، فاعل کی طرف مفاف ہے۔

بعض حضرات اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ نماز قائم کروتا کہ تم اس نماز کے ذریعہ مجھے یاد کرو، لیذِ کُریٰ میں لام تعلیلیہ ہے، بعضوں کے نزدیک وقیہ ہے، یعنی میرے ذکر کے وقت نماز قائم کرو۔ جیسے یہ ارشاد ہے:

(أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ) [الاسراء: ۷۸]

”یعنی زوال آفتاب کے وقت نماز قائم کرو۔“

نیز جیسے یہ ارشاد ہے:

(وَنَصَّعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ) [الانبیاء: ۴۷]

میرے نزدیک ”لِذِ کُریٰ“ لام کو تعلیلیہ قرار دینا زیادہ بہتر ہے، یعنی نماز قائم کرو میرے ذکر کے واسطے۔ بنده جب اپنے رب کو یاد کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے یاد کرتے ہیں کیونکہ اسی ذات نے بندے کے دل میں اس کا الہام کیا کہ وہ اس کو یاد کرے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

(إِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ

تَنْهِي عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ.) [آلہ العنكبوت: ۴۵]

”آپ کی طرف جو کتاب وہی کی گئی ہے اس کو پڑھیے اور نماز قائم کیجئے،

بے شک نماز روتی ہے بے حیائی کی باتوں اور بری باتوں سے اور اللہ کا

ذکر بہت بڑی چیز ہے۔“

بعض حضرات اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ تم نماز کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہو،

اللہ تعالیٰ بھی اپنے ذکر کرنے والوں کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تھارے ذکر سے

اللہ کا ذکر سے افضل عمل ہے

بہت بڑھ کر ہے۔ یہ مفہوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

اللہ کا ذکر سے افضل عمل ہے

امام ابن ابی الدنيا رضی اللہ عنہ نے حضرت فضیل بن مرزوق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ اور یہ فرمان فَلَاذِكْرُوْنِي اذْكُرْ كُم مفہوم کے اعتبار سے ایک ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ تمہارے یاد کرنے کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کا تم کو یاد کرنا بہت بڑی بات ہے۔

حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ و قادة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے۔

حضرت سلمان سے کسی نے پوچھا کہ کون اعمل سب سے افضل ہے؟
فرمایا: کہ کیا تم قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھتے: وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ یعنی اللہ کا ذکر سب سے افضل ہے۔

اس کی تائید ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سابق سے ہوتی ہے، جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو سب سے افضل عمل نہ بتا دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک بھی سب سے پاکیزہ عمل ہے اور سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

[الحدیث]

شیخ الاسلام ابوالعباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کے صحیح معنی یہ ہیں کہ نماز سے دعظیم چیزیں مقصود ہیں کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک یہ کہ نماز بے

حیائی کی باتوں اور برے کاموں سے روکتی ہے اور دوسرے یہ کہ نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل ہے اور نماز میں ذکر اللہ کا موجود ہونا اس کے بے حیائی کی باتوں اور برے کاموں سے روکنے سے اعظم و افضل ہے۔

حضرت ابن عباس رض سے سوال کیا گیا کہ کون عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: کہ اللہ کا ذکر سب سے اکبر (فضل) ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت عائشہ رض کی روایت موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف، صفا و مردہ کی سعی اور رمی جمار کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ اللہ کا ذکر قائم ہو۔ [ابوداؤد، ترمذی]

نیز تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے، روزے داروں میں افضل روزے داروہ ہے جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والا ہو، صدقہ کرنے والوں میں افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہو۔ سب سے افضل حاجی وہ ہے جو اللہ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہو، وعلیٰ بہذالتیاس۔

امام ابن الہیان رض نے اس بارہ ایک مرسل حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اہل مسجد میں کون سب سے افضل ہے؟ فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والا ہو، پھر عرض کیا گیا کہ کس کا جائزہ سب سے بہتر ہے؟ فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر سب سے زیادہ کرنے والا ہو، پوچھا گیا کہ کونا مجاہد سب سے افضل ہے؟ فرمایا: کہ جو اللہ کا ذکر سب سے زیادہ کرنے والا ہو۔

پھر عرض کیا گیا کہ کونا حاجی سب سے افضل ہے؟ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہو۔

پھر پوچھا گیا کہ عبادت کرنے والوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ ذکر اللہ کرنے والا ہو۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر کرنے والے تمام نیکیاں لے گئے۔

حضرت عبدا بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے لیے رات کو اٹھنا گران بار ہوتا ہو اور مال خرچ کرنے میں بخشن ہوتا ہو اور دشمن سے مقابلہ کرنے سے بد دلی محسوس کرو تو (اس کا علاج یہ ہے کہ) کثرت سے ذکر اللہ کرو۔

ذکر اللہ پر مداویت نفلی عبادات کے قائم مقام ہے

نیز ذکر اللہ پر مداویت نفلی عبادات کے قائم مقام ہے۔ خواہ وہ عبادات بد نی ہوں یا مالی، جیسے نفلی حج۔

چنانچہ حدیث ابی ہریہ رضی اللہ عنہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ ”فقراء مہاجرین دربار رسالت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مال دار لوگ بڑے بڑے درجات حاصل کرتے ہیں، ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں (یعنی نمازو روزہ میں تو ہمارے شریک ہیں) اور اپنے والوں کی وجہ سے حج و عمرہ اور جہاد اور صدقہ و خیرات میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے تم وہ درجات حاصل کر لو جو تم سے سبقت لے جانے والوں کو حاصل ہوئے، اور اپنے بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور کوئی شخص تم سے افضل نہ ہو مگر وہ شخص جو تمہاری طرح عمل کرے؟

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں؟ ضرور بتائیں۔

فرمایا: کہ نماز کے بعد سچان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ [الحدیث]

اب غور یکجئے کہ آنحضرت ﷺ نے حج، عمرہ اور جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر اللہ کو قرار دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اس ذکر کی برکت سے وہ ان مال داروں سے آگے بڑھ جائیں گے جب ان مال داروں کو بھی اس عمل کا علم ہو تو انہوں نے دوسری عبادات کے ساتھ ذکر اللہ کی عبادت بھی شروع کر دی اور فقراء مہاجرین سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا، چنانچہ فقراء مہاجرین نے دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ وہ لوگ تو ذکر بھی کرنے لگ گئے ہیں اور ہم سے پھر آئے تکل گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

ذلِّکَ فَضْلُ اللَّهِ يُوتَّهُ مَن يَشَاءُ

”یعنی یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا کرے۔“

حدیث عبد اللہ بن بسر رض میں ہے کہ ایک دیہاتی آدمی آیا، اس نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ اسلام کے احکام تو بہت زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ مجھے کوئی جامع عمل بتا دیجئے جو میرے لیے کافی ہو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ذکر اللہ کو لازم پکڑو۔

اس نے پوچھا: کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ میرے لیے کافی ہو گا؟ فرمایا کہ ہاں،

بلکہ تجھے سے زائد ہو گا۔ [ترمذی، ابن ماجہ]

ذکر و حدیث میں سرو درو عالم ﷺ نے اس دیہاتی کو ایسے عمل کی نصیحت فرمائی جس پر عمل پیرا ہونے سے اسلام کے تمام احکامات پر چلتا آسان ہو جاتا ہے اور دل میں اس کی رغبت اور اس کا شوق موجز ہو جاتا ہے۔ جب وہ اس (ذکر اللہ) کو اپنا شعار بنائے گا اور اس کو اپنا محبوب عمل بنائے گا تو تمام احکامات پر اس کی گرفت ہو جائے گی اور ان پر عمل کرنا آسان سے آسان تر ہوتا جائے گا۔

ذکر اللہ کی برکات

نیز ذکر دوسری عبادات یے لیے بِدَاعِینَ و مُدْعَارَ ہے، اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے اور عبادات آسان ہو جاتی ہیں اور ان میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی کلفت، مشقت اور بار نہیں رہتا۔

ذکر اللہ کی برکت سے ہر مشقت آسان ہو جاتی ہے اور ہر دشوار چیز کل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت اور رنج و غم اس کی برکت سے زائل ہو جاتا ہے۔

نیز اللہ کے ذکر کی برکت سے دل سے خوف و ہر اس دور ہو جاتا ہے، خوف کے مقام پر اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے۔ خوف زدہ آدمی کے لیے ذکر اللہ سے زیادہ نافع اور کوئی عمل نہیں ہے، اس کی یہ خاص تاثیر ہے کہ جتنا اللہ کا ذکر کثرت سے ہو گا اتنا ہی دل کو اطمینان نصیب ہو گا اور خوف زائل ہو گا۔ تجربہ اس کا شاہد ہے، جس میں ادنیٰ درجہ کی حس موجود ہو وہ اس کا تجربہ کر کے دیکھ سکتا ہے۔

ذکر کی وجہ سے انسان کے اندر ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسے کام اس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو بظاہر دشوار نظر آتے ہیں۔

میں نے خود شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ کی رفتار اور تحریر میں ایک عجیب قوت کا مشاہدہ کیا ہے کہ آپ ایک دن میں اتنا کچھ لکھ لیتے تھے کہ ایک کاتب ہفتہ بھر لکھنے تو اس کے برابر نہیں ہو سکتا، نیز کئی بار شکر اسلامی نے دورانِ جنگ آپ کی قوت عظیمہ کا مشاہدہ کیا۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو سوتے وقت ۳۲ بار سُبْحَانَ اللَّهِ، ۳۲ بار الْحَمْدُ لِلَّهِ اور ۳۲ بار اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ جب انہوں نے چکلی کی مشقت اور کار و بار کی دشواری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو مذکورہ کلمات پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارے لیے خادم سے کہیں بہتر ہے۔ جیسا کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ذکر پر مادمت کرنے سے جسم میں ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جو اسے خادم کی ضرورت سے مستغفی کر دیتی ہے۔

ایک کلمہ کی برکت سے فرشتوں نے عرش کو اٹھالیا

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ اس باب میں ایک اثر ذکر کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب فرشتوں کو عرش کے اٹھانے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ پروردگار! ہم آپ کے اس عرش کو کیسے اٹھائیں اس پر تو آپ کی عظمت و جلال کا جلوہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پڑھو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ جب فرشتوں نے یہ کلمہ پڑھا تو عرش کو اٹھالیا۔

نیز امام ابن الہیانؓ نے بھی یہی اثر لیث بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے معاویہ بن صالحؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مشائخ نے یہ حدیث بیان کی کہ جب اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سب سے

پہلے حاملان عرش (فرشتوں) پیدا کئے۔

ان فرشتوں نے عرض کیا: پروردگار! آپ نے ہمیں کس لیے پیدا کیا؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنا عرش اٹھانے کے لیے پیدا کیا۔ فرشتوں نے کہا کہ پروردگار! آپ کے عرش کے بار کو اٹھانے کی کس میں قوت ہے؟ اس پر تو آپ کی عظمت و جلال اور وقار کا جلوہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں نے تم کو اسی کام کے لیے پیدا کیا ہے۔ جب فرشتوں نے اپنی بات کی بار دہرائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پڑھو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
جب انہوں نے یہ پڑھا تو عرش کو اٹھایا۔

اس کلمہ کی خاص تاثیرات

دشوارگزار اور مشقت آمیز کاموں کو برداشت کرنے اور بادشاہوں کے پاس جانے، خوف کے زائل کرنے اور فقر و فاقہ کے دور کرنے کی اس کلمہ میں خاص تاثیر ہے۔
جیسے حضرت اسد بن وداعؓ فرماتے ہیں: کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھے وہ کبھی بھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہو گا۔

[الترغیب والترہیب ۲/۶۹۵]

حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ یا قلعہ کے محاصرہ کے وقت لا حول ولا قوہ الا بالله پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ ایک روز رو میوں کے قلعہ پر مقابلہ تھا مسلمان شکست سے دوچار ہو رہے تھے جب مسلمانوں نے مذکورہ کلمہ پڑھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ قلعہ فتح ہو گیا۔

آخرت کے لیے عمل کرنے والے سب دوڑ کے میدان میں ہیں اور اس دوڑ کے

مقابلہ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگئے ہے۔ البتہ اس میدان سے اٹھنے والا گرد غبار ان کی سبقت کو دیکھنے سے منع ہے جب غبار دور ہو گا اور گرد ہے گی تو سب لوگ دیکھ لیں گے کہ انہوں نے میدان مار لیا ہے۔

حضرت عمر مولیٰ غفرہ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے روز لوگوں کو اپنے اعمال کا اجر و ثواب ملے گا تو ذکر سے زیادہ افضل ثواب نہ پائیں گے اور پھر حضرت کریم گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے زیادہ آسان عمل تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ نے فرمایا کہ مفرّد لوگ سبقت لے گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مفرّد کون لوگ ہیں؟

فرمایا: کہ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کرو کر مرنے والے ہیں کہ ذکران کے بوجھوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (مسلم)

اس حدیث کی تشریح ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اس کثرت سے ذکر کرو کر لوگ کہیں کہ یہ شخص دیوانہ ہے۔

ذکر کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ تصدیق کرتے ہیں

ذکر کرنے والے کی اللہ تعالیٰ تصدیق کرتے ہیں اور اس کو سچا بتاتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ خود سچا بتا میں اس کا حشر جھوٹوں کے ساتھ نہیں ہو سکتا بلکہ پھوں کے ساتھ ہی حشر کی امید ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید الخدري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تو اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے حق کہا میرے سوا کوئی معبد نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ تَوَلَّهُ اللَّهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے حق کہا میرے سوا کوئی معبد نہیں، میں اکیلا ہوں۔

جب بندہ کہتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ تَوَلَّهُ اللَّهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے حق کہا میرے سوا کوئی معبد نہیں ہے۔ میرا کوئی شریک نہیں ہے۔

جب بندہ کہتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُمْدُ تَوَلَّهُ اللَّهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے حق کہا، میرے سوا کوئی معبد نہیں ہے۔ میرے لیے ہی بادواشت ہے اور میرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔

جب بندہ کہتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ تَوَلَّهُ اللَّهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے حق کہا میرے سوا کوئی معبد نہیں ہے، میرے سوانشی کرنے اور برائی سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں دے سکتا۔ [راوی]

ابوسحاق رض فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ابو مسلم الاغرنی) کچھ کہا جو میں نہ سمجھاتو میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ انہوں نے اس کے بعد کیا کہا ہے؟

ابو جعفر رض نے فرمایا کہ اس کے بعد یہ فرمایا جو شخص یہ کلمات اپنی موت کے وقت پڑھے جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ [ترمذی]

ذکر سے جنت کے اندر محل تعمیر ہوتا ہے

ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں، جب بندہ ذکر سے رُک جاتا ہے تو فرشتے

بھی تعمیر سے رُک جاتے ہیں جب ذکر شروع کرتا ہے تو وہ بھی تعمیر میں لگ جاتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا رض نے اپنی کتاب میں حکیم بن محمد الاخضی رض کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنت کے گھر ذکر سے تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر سے رکتا ہے تو فرشتے بھی تعمیر سے رُک جاتے ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے تعمیر کیوں روک دی؟ تو کہتے ہیں کہ جب تک اس کی تعمیر کا خرچ نہیں آ جاتا، ہم تعمیر سے رُک رہیں گے۔ نیز ابن ابی الدنیا رض نے حدیث ابی ہریرہ رض بھی ذکر کی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ تو ایک گنبد اس کے لیے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔

ذکر سے جنت کے اندر درخت لگتے ہیں

جیسے جنت کے گھر ذکر اللہ سے تعمیر ہوتے ہیں اسی طرح جنت کے باغات کے درخت و پودے ذکر سے ہی لگتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ اور اس کا پانی بڑا شیر ہے اور وہ چھیل میدان ہے اس کے پودے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکر سے جنت کے اندر درخت و پودے لگتے ہیں۔

نیز ابن ابی الدنیا رض نے حدیث عبد اللہ بن عمر رض ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں کثرت سے پودے لگاؤ۔

صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں؟ فرمایا کہ یہ کلمات پڑھو ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ

ذکر، جہنم سے آڑ کا سبب ہے

نیز ذکر جہنم سے آڑ ہے۔ اگر کسی بعملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے لہذا جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی پختہ آڑ ہوگی۔

عبد العزیز بن ابی رواد رض کہتے ہیں کہ ایک آدمی جنگل میں رہتا تھا اس نے مسجد بنائی اور قبلہ کی سمت میں سات پھر رکھے، جب بھی نماز سے فارغ ہوتا تو کہتا کہ اے پھر وہ! میں تم کو گواہ ہانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبد و نہیں ہے۔ ایک دن وہ آدمی بیمار ہوا اور اس کی روح کو اپر لے جایا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب کے عالم میں دیکھا کہ مجھے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا گیا۔ اس اثناء میں میں نے ان ہی پھرروں میں سے ایک پھر دیکھا کہ وہ بڑا ہو گیا ہے اور جہنم کے اس دروازے سے آڑ بن گیا ہے۔ پھر مجھے جہنم کے دوسرے دروازے کی طرف لے جایا گیا تو پھر ان پھرروں میں سے ایک پھر سامنے آیا اور بڑا ہو کر جہنم کے اس دروازہ سے بھی آڑ بن گیا، یہاں تک کہ باقی تمام پھر بھی جہنم کے تمام دروازوں سے آڑ بن گئے۔

نیز ذکر کرنے والے کے لیے فرشتے استغفار کرتے ہیں جیسے تو بکرنے والے شخص کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض فرماتے ہیں کہ بندہ جب کہتا ہے الْحَمْدُ لِلّهِ تُو فرشتے کہتے ہیں رب العالمین جب بندہ کہتا ہے الْحَمْدُ لِلّهِ رب العالمین تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اپنے بندے کی مغفرت فرماجب بندہ کہتا ہے سُبْحَانَ اللّهِ وَبِحَمْدِهِ تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اپنے بندے کی مغفرت فرماجب بندہ کہتا ہے سُبْحَانَ اللّهِ وَبِحَمْدِهِ تو فرشتے کہتے ہیں وَاللّهُ أَكْبَرُ جب بندہ کہتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ وَاللّهُ أَكْبَرُ تو فرشتے کہتے

ہیں اے اللہ! اپنے بندے کی مغفرت فرم۔

زمیں بھی ذا کر کے وجود پر فخر کرتی ہے

پھر جس پہاڑ یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو اپنے اوپر پا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رض مأمور فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گزر رہے؟ اگر وہ کہتا ہے کہ گزر رہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

حضرت عون بن عبد اللہ رض فرماتے ہیں کہ میدان ایک دوسرے کو آواز دے کر پوچھتے ہیں کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گزر رہے؟ تو کوئی میدان تو کہتا ہے کہ ہاں گزر رہے اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں گزر رہے۔

امام مجاهد رض کہتے ہیں کہ ایک پہاڑ دوسرے کا نام لے کر پوچھتا ہے کہ اے فلاں پہاڑ! کیا کوئی ذکر کرنے والا آج تجھ پر گزر رہے؟ تو کوئی پہاڑ تو کہتا ہے کہ ہاں گزر رہے اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں گزر رہے۔

ذکر کی کثرت نفاق سے برأت کی سند ہے

ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونے کی سند ہے، کیوں کہ منافقین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ:

وَلَا يَذُدُّ كُرُونَ اللَّهِ إِلَّا قَلِيلًا [النساء: ۱۴۲]

”یعنی وہ اللہ کا تھوڑا اساذہ ذکر کرتے ہیں۔“

حضرت کعب الاحجار رض فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر

کرے وہ نفاق سے بری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المناقوں کا اختتام اس آیت پر کیا ہے
 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ لَهُمْ كُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا إِلَهَ مُكَبِّرٌ عَنْ ذِكْرِ
 اللَّهِ وَمَنْ يَفْعُلْ ذَلِكَ فَأُولَئِنَّكُمُ الْخَسِيرُونَ﴾ [المناقون: ۹]

”یعنی اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جو ایسا کریں گے وہی خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔“

اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے کہ کہیں تم بھی مناقوں کی روشن اختیار کر کے (کہ وہ ذکر اللہ سے غافل ہوئے) نفاق میں نہ پڑ جاؤ۔

بعض صحابہ رض سے خوارج کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا کہ نہیں، منافقین تو اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کی کثرت نفاق سے امان اور اس کی قلت نفاق کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے قلب کو نفاق میں بٹلانہیں فرماتے بلکہ ایسے قلوب ہی نفاق میں بٹتا ہوتے ہیں جو ذکر اللہ سے غافل ہوں۔

ذکر میں ایک خاص لذت موجود ہے

نیز تمام نیک اعمال کے مقابلہ میں ذکر کے لیے ایک خاص لذت ہے، جو کسی اور عمل میں بھی نہیں پائی جاتی، اگر ذکر کی اس لذت کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اس کی فضیلت کے لیے کافی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ذکر کی عجائب کو ”ریاض الحجۃ“ کہا گیا ہے۔

اللہ کا ذکر
۸۷

مالک بن دینار رض فرماتے ہیں کہ لذت پانے والوں نے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذت نہیں پائی، اور کوئی عمل ذکر سے زیادہ ہلکا، لذت میں زیادہ بھاری اور دل کے لیے زیادہ فروخت و خوشی کا باعث نہیں ہے۔

نیز ذکر کرنے والوں کے چہرہ پر دنیا میں رونق اور آخوت میں نور ہوگا۔ ذاکرین کی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ پر رونق چہروں والی اور آخوت میں سب سے زیادہ نور والی ہوگی۔

ایک مرسل حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر روز سو بار یہ کلمات

پڑھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَحْمَدُ
وَيُمِيمُتُ بِيمَدِيَّةِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس طرح پیش ہوگا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ سفید (روشن) ہوگا۔

جو شخص راستوں میں، گھروں میں، سفر میں اور حضر میں ذکر کرے قیامت کے دن اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہوں گے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَوْمَئِنِي تُعَيِّنُ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا

”اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔“

زمین کی خبریں کیا ہیں؟

جامع ترمذی میں حضرت سعید المقری رض کی حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

پھر فرمایا جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمین کی خبریں یہ ہیں کہ جس مرد اور عورت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائے گی کہ فلاں دن فلاں وقت اس نے یہ کام کیا ہے۔ اس لیے مختلف جگہوں میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کے گواہ بھی بکثرت ہوں گے۔ ممکن ہے کہ ان جگہوں کی گواہی اس کے حق میں بارگاہ رب العزت میں قبیل ہو اور اسے بے حد خوشی حاصل ہو۔

ذکر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ زبان جتنی دری ذکر میں مشغول رہے گی لغویات، جھوٹ غیبت وغیرہ سے محفوظ رہے گی اس لیے کہ زبان چپ تو رہتی ہی نہیں یا ذکر اللہ میں مشغول ہو گی یا لغویات میں۔ اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہو گا تو مخلوق کی محبت میں بدلنا ہو گا۔

شیاطین انسان کے کھلے دمُن ہیں اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں۔ جس شخص کا یہ حال ہو کہ اس کے دمُن ہر وقت اس کا محاصرہ کیے رہتے ہوں اس کا جو حال ہو گا ظاہر ہے اور دمُن بھی ایسے کہ ہر ایک یہ چاہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں۔ دمُن کے ان لکھروں کو ہٹانے والی چیز ذکر کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

نیک اعمال آخرت میں کام آئیں گے

حضرت سرہ بن جنبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم اس وقت مدینہ کے صد (چوتھہ) میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا کہ میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو والدین کے ساتھ اسکی کی ہوئی تیکی سامنے آئی اور اس نے موت کے اس فرشتہ کو ہٹا دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ قبر کا عذاب اس کے لیے پھیلایا گیا پھر اس کا وضو آیا اور اس نے اس عذاب سے اس کو بچایا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ شیاطین نے اس کو وحشت میں ڈال دیا تو ذکر اللہ آیا اور اس نے شیاطین کو دور ہٹا دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اس کو وحشت میں ڈال دیا۔ پھر اس کی نماز آئی اور اس نے عذاب کے فرشتوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے اور جب بھی وہ حوض کے قریب آتا ہے تو ڈھنکار دیا جاتا ہے پھر ماہ رمضان کے روزے آئے اور اس نے اس کو پانی پلایا اور سیراب کیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا اور ایک طرف نبیوں کو دیکھا کہ حلقت بن کر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ آدمی جب بھی کسی حلقت کے قریب آتا ہے ڈھنکار دیا جاتا ہے پھر اس کا غسل جنابت آیا اور اس نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر میرے پہلو میں بٹھا دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جس کے آگے چیچے، دائیں، بائیں اور اوپر، یعنی ظلمت ہی ظلمت (اندھیرا) ہے اور وہ اس ظلمت میں سرگردان ہے تو اس کا

حج اور عمرہ آیا اور اس نے ظلمت سے اس کو نکال کر نور میں داخل کر دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ جو اپنے ہاتھ سے جہنم کی لپیٹ اور انگاروں سے اپنا بچاؤ کرتا ہے تو اس کا صدقہ آیا جو درمیان میں آڑ بن گیا اور اس کے سر پر سایہ فلکن ہو گیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ جو خود تو مسلمانوں سے بات چیت کرتا ہے لیکن مسلمان اس سے بات نہیں کرتے ہیں تو اس کی صدر حمی آئی اور اس نے کہا کہ اے جماعت مسلمین! یہ شخص بہت صدر حمی کرنے والا ہے اس سے کلام کرو، چنانچہ مسلمان اس سے کلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور وہ بھی ان سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ زبانیہ (فرشتوں) نے اس کو وحشت میں ڈال دیا تو امر بالمعروف اور نبی عن لمکنر آیا اور اس نے ان فرشتوں کے ہاتھوں سے اس کو چھڑا دیا اور اس کو رحمت کے فرشتوں کے پاس لے گئے۔

اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ گھنٹوں کے مل بیٹھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ایک پرده حائل ہے تو اس کا حسن خلق آیا جس نے اس کو پکڑا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کو لا کر کھڑا کر دیا۔

اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جانے لگا تو خوف خدا آیا اور اس نے اس کا نامہ اعمال لے کر اس کے دائیں ہاتھ میں تھما دیا۔

اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا میزان عمل ہلکا ہو گیا تو اس کی فوت شدہ اولاد آئی جس نے اس کا میزان عمل بھاری کر دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے تو خدا کی رجادا میڈ آئی اور اس نے اس کو بچالیا اور وہ آگے چل دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ دوزخ میں گرانے جانے لگا تھا کہ اس کا وہ آنسو آیا جو خوف خدا سے اس کی آنکھوں سے نکلا تھا اور اس نے اس کو دوزخ سے بچالیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ پل صراط پر یوں کانپ رہا ہے جیسے بھور کی شاخ تیز آندھی میں ہتھی ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن آیا جس نے اس کی کچی کو دور کر دیا اور وہ آگے چل دیا۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ پل صراط پر کبھی سرین کے بل سرکتا ہے، کبھی گھستتا ہے اور کبھی اس پر لکھتا ہے پھر اس کی نماز آئی اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اور اس نے اس کی خلاصی کرائی۔

اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ جنت کے دروازوں پر پہنچتا ہے تو دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر کلمہ شہادت آتا ہے اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

[مجمع الزوائد ۱۷۹ / ۳ نوادر الاصول ۲۳۱ / ۳]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس طویل حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی:

”اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جس کو شیاطین نے وحشت میں ڈال دیا ہوا تھا پھر اللہ عزوجل کا ذکر آیا اور اس نے ان شیاطین کو اس سے دور ہٹا دیا۔“ حدیث

hart, اشعری کے مطابق ہے جس کی ہم نے رسالہ ہدایت شرعاً کر دی ہے۔

شیطان کے اثرات سے بچنے کے لیے مفید کلمات

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رض کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ تَوَسَّلُتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

تو کہا جاتا ہے کہ تو با کفایت ہو گیا ہدایت سے نوازا گیا اور بچالیا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور دوسرے شیطان سے کہتا ہے کہ تو بھلا ایسے آدمی کو کیسے ور غلائے گا جو ہدایت سے نواز دیا گیا ہو، اس کی کفایت کی گئی ہو اور اس کو بچالیا گیا ہو۔

[ترمذی، نسائی]

اس سے پہلے بھی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی گزر چکا ہے کہ جو شخص دن میں سو

مرتبہ یہ کہے گا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

تو شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔

حضرت کعب رض فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کہتا ہے بِسْمِ اللَّهِ تَوَسَّلُتُ عَلَى اللَّهِ تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے ہدایت مل گئی پھر جب وہ کہتا ہے تو سَلَتُ عَلَى اللَّهِ تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیری کفایت کر دی گئی۔ پھر جب وہ کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیری حفاظت ہو گئی۔

پھر شیاطین ایک دوسرے سے یہ کہتے ہیں کہ واپس چلو تم اس پر اپنا داؤ نہیں چلا

سکتے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کو تو ہدایت بھی مل گئی اس کی کفایت بھی ہو گئی اور اس کی حفاظت بھی کر دی گئی ہے؟

ابو خلاد امصری فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ حقیقت میں قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو مسجد میں داخل ہوا تو وہ یقیناً وہ قلعوں میں داخل ہو گیا اور جو حلقة ذکر میں بیٹھا تو وہ یقیناً تین قلعوں میں داخل ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ بستر پر لیثتے وقت یہ کہتا ہے بسم اللہ اور سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے تو وہ جن و انس بلکہ ہر چیز کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ [امجمع الزوائد ۱۲۱/۱۰]

آیت الکرسی کی خاصیت

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ رمضان (صدقۃ فطر) کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا۔ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور غلہ سے کچھ اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو دوبارہ نہیں آؤں گا۔ راوی نے طویل حدیث ذکر کی۔ (اس کے آخر میں یہ ہے کہ) اس آنے والے نے تیسری بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ میں آپ کو چند کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع دے گا وہ یہ ہیں کہ بستر پر لیثتے وقت آیت الکرسی پڑھو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ بر ابر حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک شیطان قریب بھی نہیں آئے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا، جب صحیح ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو اس شخص کی بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہے تو برا جھوٹا

لیکن یہ بات اس نے حق کی گئی ہے۔

حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان جب بستر پر لیٹنے لگتا ہے تو اسی وقت شیطان اور فرشتہ اس کے پاس آ جاتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے کہ خیر و بھلائی کے ساتھ اختتام کر۔ شیطان کہتا ہے کہ شر کے ساتھ اختتام کر۔

شیطان سے حفاظت کے لیے چند دعائیں

جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا کرتا سوچتا ہے تو فرشتہ اس شیطان کو بھگا دیتا ہے اور ساری رات اس انسان کی حفاظت اور نجہبائی کرتا ہے پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فوراً فرشتہ اور شیطان پہنچ جاتے ہیں۔

فرشتہ کہتا ہے کہ خیر و بھلائی کے ساتھ آغاز کر، شیطان کہتا ہے کہ شر کے ساتھ آغاز کر۔ پھر اگر وہ شخص یہ کلمات پڑھ لیتا ہے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمْتَهِنْ فِي مَنَامِهَا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ الْأَيْمَنَ قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرِسِّلُ
الْأُخْرَى إِلَى أَجْلٍ مُّسَمٍّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ

[مستدرک الحاکم ۱/۵۴۸] تو فرشتہ شیطان کو بھگا دیتا ہے اور سارا دن اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

صحیحین میں حدیث سالم بن ابی الجعد مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس رض فرماتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی الہیہ کے پاس آنے کے وقت یہ پڑھے:

اللَّهُمَّ جِنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجِنَّبْ الشَّيْطَانَ مَارِزَقْنَا

اور اس ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو تو شیطان اس کو کبھی بھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ میں آیات قرآنی پڑھ لے تو میں اس کو حفاظت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر جابر و نادا لم بادشاہ، ہر سرکش شیطان اور ہر مضرت رسائی درندے اور ہر چور ڈاکو سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ایک آیت الکرسی اور تین آیتیں سورۃ الاعراف کی:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾

[الاعراف: ۵۶-۵۴]

اور دس آیات سورۃ الصافات کی:

﴿وَالصَّفَّتِ صَفَّا فَالْزُّجَرَاتِ زُجَرًا﴾ [۱۰-۱]

اور تین آیات سورۃ الرحمن کی **(یعنی عشر العجَن و الائِس)** [۲۲-۳۰]

اور سورۃ الحشر کی آخری آیات:

﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ فِي مَوْعِدٍ﴾ [۲۱-۲۴]

شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے ایک دعا

محمد بن ایام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک اس کے پہلو کی طرف کوئی چیز آئی جس سے وہ ڈر گیا اس نے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تیرے پاس اللہ کی رضا کے لیے آیا ہوں، تم عروہ کے پاس جاؤ اور

ان سے پوچھو کہ شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے کون سے کلمات پڑھنے چاہئیں۔ آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ کہو:

آمَنْتُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَحْدَةٍ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْرِيلِ وَالْطَّاغُوتِ
وَاعْتَصَمْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا يُفْصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعُ عَلِيهِمْ
حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى سَمِيعَ اللَّهِ لِمَنْ دَعَاهُ لِمَسْ وَرَاءُ اللَّهِ مُنْتَهَىٰ

حضرت وہب بن الورد رض فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رات کے وقت صحرائی طرف نکلا۔ اس نے راہ میں کوئی چیز محسوس کی کہ ایک تخت لا کر رکھا گیا پھر کوئی چیز آ کر اس پر بیٹھ گئی وہ آدمی کہتا ہے کہ پھر اس کے تمام لشکر اس کے پاس جمع ہو گئے، اس (تخت نشین) نے تیخ مارتے ہوئے کہا کہ کون جا کر عروۃ بن الزبیر کو ورغلائے گا؟ کسی نے جواب نہیں دیا ہر طرف سے آوازیں مسلسل آتی رہیں۔ پھر ایک نے کہا کہ میں یہ کام کرتا ہوں پھر وہ مدینہ کی جانب روانہ ہوا اور تھوڑی ہی ذیر کے بعد واپس آ کر کہنے لگا کہ عروہ کو ورغلانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اس نے پوچھا کہ تیرا ناس ہو! آخر کیوں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کو صبح و شام کچھ کلمات پڑھتے دیکھا ہے ہم ان کی وجہ سے ان کے پاس نہیں جا سکتے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں مدینہ پہنچا اور حضرت عروہ کا پڑھ معلوم کر کے ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ کوئی بہت بڑھے تھے خنپ ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ آپ صبح و شام کون سے کلمات پڑھتے ہیں؟ انہوں نے بتانے سے انکار کیا۔ پھر میں نے اپنا سارا واقعہ سنایا تو کہنے لگے کہ اور تو کچھ مجھے معلوم نہیں، ہاں البتہ میں صبح و شام تین تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیا کرتا ہوں:

آمَنْتُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْرِيلِ وَالْطَّاغُوتِ وَاسْتَمْسَكْتُ

بِالْعُرُوهِ الْوُتْقِيِّ الَّتِي لَا يُفْصَامُ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔

بستر پر لیٹتے وقت یہ کلمات پڑھئے

مسلم المطین ہوئے فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ ایک مکار جن آپ کے ساتھ کمر بازی کرتا ہے اس لیے آپ بستر پر لیٹتے وقت یہ کلمات پڑھا کریں:

﴿أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِذُهُنْ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرٍّ مَا يَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرِجُ فِيهَا وَمَنْ شَرَّ مَا ذَرَّ أَفِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ شَرٍّ فِتَنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَّارِيقِ الْلَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَأْرَدُهُنْ﴾

[مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۶]

صحیح حدیث ہے کہ شیطان اذان کی آوازن کر بھاگ جاتا ہے۔

سہیل بن ابی صالح ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بنو حارثہ کی طرف کسی کام سے بھیجا، میرے ساتھ خادم بھی تھا، راستہ میں کسی نے نام لے کر دیوار سے آواز دی، میرے خادم نے دیوار پر جھاٹک کر دیکھا تو کچھ نظر نہیں آیا، (واپسی پر) یہ بات میں نے اپنے والد سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے گی تو میں تمہیں نہ بھیجا تھا، آئندہ جب کوئی آواز سنو تو اذان کے کلمات پڑھ لیا کرو، کیوں کہ میں نے ابو ہریرہ رض کو فرماتے ہوئے سنائے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان دم دبا کر بھاگتا ہے اور اس کا گوزنکل جاتا ہے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے

تو اس کا گوزنکل جاتا ہے اور اتنی دور بھاگ جاتا ہے جہاں اذان کی آواز نہ سن پائے۔

[بخاری]

حضرت ابو بکر صدیق رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لا اله الا اللہ اور استغفار کی کثرت کیا کرو کیوں کہ شیطان اس موقع پر کہتا ہے کہ میں نے ان کو گناہوں کی وجہ سے تباہ کیا اور انہوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک و بر باد کیا۔ اسی صورت میں میں ان کو خواہشات کے ذریعہ ہلاک کرتا ہوں کہ وہ پھر خود کو ہدایت یافت سمجھنے لگتے ہیں اور استغفار کو چھوڑ دیتے ہیں۔ [مسند ابی یعلیٰ ۱۲۲/۱]

حضرت عکرمہ رض فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کاذکر ہے کہ ایک آدمی سفر پر تھا کہ دورانِ سفر اس کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو سویا ہوا تھا اور اس کے برابر دو شیطان بیٹھے تھے۔ اس مسافر آدمی نے دیکھا کہ ایک شیطان دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ اس سوئے ہوئے شخص کے پاس جاؤ اور اس کے قلب کو خراب کرو (وساوس ڈالو)۔ چنانچہ جب وہ اس کے قریب گیا تو اپس اپنے صاحب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یہ شخص تو ایک آیت پڑھ کر سویا ہے جس کی وجہ سے ہمارا اس پر کوئی داؤ نہیں چل سکتا، پھر وہ دوسرا شیطان اس کے پاس گیا جب قریب ہوا تو فوراً اپس چلا آیا اور اپنے صاحب سے کہنے لگا کہ واقعی توقع کہتا ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اس کے بعد مسافر آدمی نے اس کو جگایا اور ان شیطانوں کا سارا ماجرہ سنایا اور کہا کہ مجھے بتاؤ کہ وہ کونی آیت ہے جسے تو پڑھ کر سویا تھا اس نے کہا کہ وہ یہ آیت ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي النَّهَارَ يَعْلَمُ هَبَّةَ الْمَرْأَةِ وَالشَّمْسَ

وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسْخَرَاتٍ يَأْمُرُهُ الَّلَّهُ الْعَلِقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ
رَبُّ الْعُلَمَاءَ۔ [الاعراف: ۵۴]

جنت کے اثرات سے بچاؤ کے لیے دعا

ابوالنصر ہاشم بن قاسم رض فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے گھر میں تھا کہ کسی نے کہا کہ اے ابوالنصر! یہاں سے چلے جاؤ۔ مجھے بڑی پریشانی ہوئی میں نے کوفہ میں ابن ادریس، محاربی اور ابی اسامہ کو یہ حالات لکھے تو محاربی رض نے مجھے جواب میں لکھا کہ مدینہ میں ایک کنوں تھا جس کی رسی ثوٹ جاتی تھی ایک دن قافلہ آیا اس نے بھی یہی شکایت کی تو انہوں نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس میں کلام پڑھا اور اس کو کنوں میں میں ڈال دیا فوراً کنوں میں سے آگ برآمد ہوئی جو کنوں میں کے کنارے پر آ کر بجھ گئی۔

ابوالنصر کہتے ہیں کہ میں نے بھی پانی کا ایک برتن لیا اور اس میں وہی کلام پڑھا پھر گھر کے تمام گوشوں پر چھڑک دیا، دپھروہ چیختنے ہوئے بولے کہ ابوالنصر: تو نے تو ہمیں جلا دیا، اب ہم یہاں سے جاتے ہیں۔ وہ کلام یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ أَمْسِيَنَا بِاللَّهِ الَّذِي لَمْسَ مِنْهُ شَيْءًا مُمْتَنَعٌ وَبِعَزَّةِ اللَّهِ
الَّتِي لَأَتَرَامُ وَلَا تَضَامُ وَبِسُلْطَانِ اللَّهِ الْمُنِيمِ نَحْتَجُ وَبِاسْمَائِهِ
الْعَسْنِي كُلِّهَا عَائِدَنِي مِنَ الدَّابَالِسَةِ وَمِنْ شَرِّ شَمَاطِينِ الْأَنْسِ وَالْجَنِّ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ مُعْلِنٍ أَوْ مُسِيرٍ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ بِاللَّمِيلِ وَيَكُمنُ
بِالنَّهَارِ وَيَكُمنُ بِاللَّمِيلِ وَيَخْرُجُ بِالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَفَدَأَ
وَبَرَا وَمِنْ شَرِّ إِبْلِيسَ وَجَنْوَبِهِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَائِيَةٍ أَنْتَ أَحِدُ
بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ أَعُوذُ بِاللَّهِ بِمَا أُسْتَعَاذُ بِهِ

مُوسَى وَعِمْسَى وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَقَى مِنْ شَرٍّ مَا خَلَقَ وَذَكَرَهَا
وَمِنْ شَرٍّ إِلَيْهِسَ وَجُنُودِهِ وَمِنْ شَرٍّ مَا يَبْتَغِي أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ
الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَالصَّفَّتِ صَفَا ① فَالْزَجْرَاتِ زَجْرًا ② فَالْتَّلِيمَتِ ذُكْرًا ③ إِنَّ
الْهُكْمُ لَوَاحِدٌ ④ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا يَنْهَا مَا وَرَبُّ
الْمَشْرِقِ ⑤ إِنَّا زَيَّنَاهُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ بِالْكَوَاكِبِ ⑥ وَحَفَظَاهَا
مِنْ كُلِّ شَهْطَنٍ مَارِدٍ ⑦ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمُلَائِكَةِ الْأَعْلَى
وَيُقْنَعُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ⑧ دُخُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ⑨ إِلَّا
مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ [الصفات: ۱۰ - ۱]

اب ہم تکمیلی فائدہ کی خاطر چند مفید فصول ذکر کرتے ہیں۔

ذکر کی اقسام *

ذکر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کے اسماء و صفات کا ذکر کرنا اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد و شانبیان کرنا اور نامناسب چیزوں سے اس کی تنزیہ و تقدیس کرنا۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک قسم یہ ہے کہ ذکر کرنے والا اس کی شاخوانی کرے ذکر کی یہ نوع احادیث میں مذکور ہے، جیسے سُبْحَانَ اللَّهِ وَحْدَهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ اور سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَغَيْرَه۔

ذکر کی اس نوع میں سب سے افضل اور جامع کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ اور یہ الفاظ، صرف سُبْحَانَ اللَّهِ کہنے سے زیادہ افضل ہیں۔ اور یہ الفاظ کہنा الْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاوَاتِ وَعَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَعَدَدَ مَا بَيْنَهُمَا وَعَدَدَ مَا هُوَ خَلِقٌ صرف الْحَمْدُ لِلَّهِ کہنے سے زیادہ افضل ہیں۔ جیسا کہ حدیث جو یہ یہ اس پر شاہد ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین بار پڑھے ہیں کہ اگر ان کلمات کا تمہارے پڑھے ہوئے کلمات سے وزن کیا جائے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا جو یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ [وَبِحَمْدِهِ] عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ رَضَاةً لَنَفْسِهِ
سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةً عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادُ كَلِمَاتِهِ۔ [مسلم]

نیز سنن ابی داؤد اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی و قاص رض کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک عورت کے پاس گئے جس کے سامنے سمجھو کی گھٹلیاں یا انگریزے رکھے ہوئے تھے جس کو لے کر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ بتا دوں جو اس سے زیادہ آسان بھی ہوں اور افضل بھی؟ پھر فرمایا کہ وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ
فِي الْأَرْضِ وَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا يُنَيَّ فِي ثَلَاثَةِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا
هُوَ خَالِقٌ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذِلِّكَ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُ ذِلِّكَ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ مِثْلُ ذِلِّكَ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلُ ذِلِّكَ

دوسری قسم اللہ عزوجل کے اسماء و صفات کے احکام ذکر کرنا۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہر ہر حرکت سے واقف ہے ان کی آوازوں کو سنتا ہے اس پر کسی کا کوئی عمل مخفی نہیں ہے۔ وہ ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے وہ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری گم ہونے کے بعد مستیاب ہو گئی ہو وغیرہ۔

اس نوع میں سب سے افضل شناخت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کی بیان فرمائی ہے یا رسول کریم علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے اور اس میں کسی طرح کی تحریف یا تبدیلی نہ کی گئی ہو۔ اس نوع کی بھی آگے تین انواع ہیں: حمد، شناخت اور مجد (بزرگی) بیان

کرتا۔)

چنانچہ لَمَّا حَمَدَ اللَّهُ مَبْتُ وَرَضَاءً سَعَ اَذَاتٍ كَمَا يَسِيْ بَرْ دِيْنَا هَيْهَ۔
لَهْذَا خَامُشَ رَهْنَے وَالْمَحْبَتْ كَوْ "حَمَدَ" نَهِيْسَ كَمِيْسَ گَيْ اَورَنَهْ عَنِيْ بِغَيْرِ مَحْبَتْ كَهْ شَاءَ خَوَانَ كَوْ،
"حَمَدَ" كَمِيْسَ گَيْ جَبَ تَكَهْ مَحْبَتْ اَورَ شَاءَ دَوْنُونَ جَمِيْعَنَهْ هُوْنَ۔ اَگْرَ حَمَدَ اَيْكَ چِيزَ كَوْ مَكْرَرَ ذَكَرَ
كَرَتَهْ تَوَسَهْ شَاءَ كَمِيْسَ گَيْ اَورَ اَگْرَ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ صَفَاتِ جَلَالِيْهِ عَظِيمَتْ وَكَبِيرَيَّتِيْ اَورَ
بَادِشَاهِتْ كَأَوْصَافِ سَمِيْحَتْ هُوْ تَوَسَهْ مَجَدَ كَمِيْسَ گَيْ۔

اللَّهُ تَعَالَى نَسَرَةَ الْفَاتِحَةِ مِنْ يَتِيْمَوْنَ اَنْوَاعَ جَمِيْعَ فَرَمَيْيَهَ ہِيْزَ۔

جَبَ بَنْدَهْ كَهْتَا ہَيْهَ لَمَّا حَمَدَ اللَّهُ رَبَّ الْعَلَمِيْنَ تَوَالَّلَهُ تَعَالَى فَرَمَتَهْ ہِيْزَ کَهْ حَمِيدَيَّ
عَبْدِيَّ مِيرَے بَنْدَے نَسَرَے نَسَرَے مَيْرِيْ حَمَدِيَّانَ کَيْ۔
پَھَرَ جَبَ كَهْتَا ہَيْهَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيْمُ تَوَالَّلَهُ تَعَالَى فَرَمَتَهْ ہِيْزَ کَهْ اَثَنَيْ عَلَيْ عَبْدِيَّ مِيرَے
بَنْدَے نَسَرَے مَيْرِيْ شَاءَ کَيْ۔

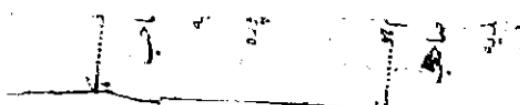
پَھَرَ جَبَ بَنْدَهْ كَهْتَا ہَيْهَ مَالِكِ يَوْمِ الْقِيْمَنِ تَوَالَّلَهُ تَعَالَى فَرَمَتَهْ ہِيْزَ کَهْ مَجَدَيَّنِيْ
عَبْدِيَّ مِيرَے بَنْدَے نَسَرَے نَسَرَے مَيْرِيْ مَجَدِو بِرْزَگِيْ بَيَانَ کَيْ۔ [رواه مسلم]

(۲) اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَيْ اَوْ اَمْرَ وَنَوْاعِيْ اَوْ اَحْكَامَ كَا ذَكَرَ كَرَتَهْ۔ اَسَ کَيْ بَعْدِيْ دَوْ اَنْوَاعَ ہِيْزَ:
اَيْكَ یَهِ ہَيْ ہَيْ کَهْ اَنَ اَوْ اَمْرَ وَغَيْرَهَ کَيْ دَوْ سَرَوْ کُو خَرَدَے کَهْ اللَّهُ تَعَالَى نَسَرَے اَسَ بَاتَ کَاحْكَمَ
دَيَّا ہَيْ اَسَ سَمِيْعَ کَيَّا ہَيْ وَهَذَاتَ اَسَ کَامَ کَوْ پَسِندَ کَرَتَیْ ہَيْ اَوْ اَسَ کَامَ سَهْ نَارَاضِ ہَوَتَیْ
ہَيْ وَغَيْرَهَ۔

دَوْ سَرِيْ یَهِ ہَيْ کَهْ اَوْ اَمْرَ کَهْ ذَكَرَ کَهْ وَقْتَ اَسَ پَرْ عَمَلَ پَیَّرَا ہَوَنَے مَیْں جَلَدِيْ کَرَتَهْ، اَوْ
نَوْاعِيْ کَهْ ذَكَرَ کَهْ وَقْتَ اَسَ سَعَ اِجْتِنَابَ کَرَتَهْ اَوْ دَوْرَ بِحَا گَنَانَیْ دَوْنُونَ چِيزَیْں اَلْكَ الْكَ ہِيْزَ ہِيْزَ۔

جب ذکر کرنے والے شخص میں ذکر کی یہ تمام اتفاق جمع ہوں تو یہ افضل اور عظیم ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا ذکر کرنا بھی ذکر الہی میں داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن کن موقع پر اپنے بندوں پر اپنا انعام اور فضل فرمایا ہے یہ بھی ایک عظیم ذکر ہے۔ پس ذکر کی یہ کل پانچ انواع ہیں اور ذکر کبھی تولد اور زبان دونوں سے ہوتا ہے اور یہ افضل ذکر ہے اور کبھی صرف دل سے ہوتا ہے اور یہ دوسرا درجہ ہے اور کبھی صرف زبان سے ہوتا ہے اور یہ تیسرا درجہ ہے۔ ان میں افضل ذکر وہ ہے جس میں زبان اور قلب دونوں موافق ہوں۔

علوم ہوا کہ صرف قلب سے ذکر کرنا تنہا زبان سے ذکر کرنے سے افضل ہے، کیونکہ ذکر قلبی سے معرفت پیدا ہوتی ہے اور خداۓ عزوجل کی محبت اور اس سے حیاء و خوف کا جذبہ ابھرتا ہے اور یہ طریقہ انسان کو مراقبہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور نیک کاموں میں کوتاہی اور برے کاموں میں پڑنے سے بچاتا ہے، جب کہ تنہا زبان کا ذکر مذکورہ آثار و شراث پیدا نہیں کرتا ہے اور اگر کرے بھی تو معمولی قسم کا شرہ حاصل ہوتا ہے۔



ذکر دعا سے افضل ہے *

ذکر، دعا سے افضل ہے۔ اس لیے کہ ذکر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جمالیہ و اسماء سے تعریف کرنا اور دعا کہتے ہیں کہ بندہ رب تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے، ظاہر ہے دونوں میں بڑا فرق ہے۔

اسی لیے ایک حدیث مبارک میں آیا ہے کہ ”جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے مشغول رکھے میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ افضل عطا کروں گا۔“ یہی وجہ ہے کہ دعا میں یہ امر مستحب ہے کہ دعا کرنے والا اپنی حاجت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔ جیسا کہ حدیث فضالہ بن عیید میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور نہ آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے جلد بازی کی ہے۔ پھر اس کو بلا کر فرمایا کہ جب کوئی شخص دعا کرے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے پھر حضور ﷺ پر درود شریف پڑھے اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ [ترمذی، احمد]

ذی النون علیہ السلام کی دعا کا بھی یہی حال ہے کہ بغیر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ جو پریشان حال اس دعا کو پڑھے اس کی پریشانی دور ہو گی۔ یعنی یہ آیت گریب ہے:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ [آلہ النبیاء: ۸۷]

نیز جامع ترمذی میں ہے کہ ”میرے بھائی ذی الفون علیہ السلام نے ششم ماہی میں یہ دعا پڑھی تھی:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ جو مسلمان بھی اس کے ذریعہ دعا کرے اس کی وحاضر و قبول ہوگی۔ [ترمذی]

علاوہ ازیں نبوی ﷺ دعائیں بھی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے

فرمایا کہ مصیبت زدہ شخص کے لیے یہ دعا ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْعَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔

[بعاری]

نیز مسنون اور امام ابن حبان رض نے اپنی صحیح میں حدیث بریدہ الصلی علیہ السلام نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكُ مَا تَأْتِي لَشَهْدَ أَنْكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ
الصَّمَدُ لَمْ يَكُنْ دُولَدُ وَلَمْ يُوَلَّدُ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُواً أَحَدٌ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ”اسم اعظم“ کے ذریعہ دعا مانگی ہے جس کے ساتھ اگر دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اگر سوال کیا جائے تو عطا ہوتا ہے۔ [ترمذی]

ذکر کو قبولیت دعائیں بڑا دخل ہے

امام ابو داؤد رض اور امام نسائی رض نے حدیث انس رض نے نقل کی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نماز سے فارغ ہو کر یوں دعا

کرنے لگا:

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمُنَانُ بِرَبِيعٌ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا مَا فِي الْجَلَالِ وَالْإِنْكَامِ يَا حَسِينَ يَا قَيْوَمُ﴾

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے
لہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور کچھ مانگا جائے تو عطا ہوتا
ہے۔ [ترمذی، ابو داؤد]

اہن احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب دعا سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و شاء بیان کی
جائے تو وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا "اسم اعظم" ہے، اللہ کے ذکر و شاء
سے حاجات کی تکمیل ہوتی ہے، ذکر اللہ کا یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ اس سے دعا مستجاب
ہو جاتی ہے، بنده اگر اپنی حاجت پیش کرنے سے قبل اللہ عز وجل کا ذکر کرو اور اس کی خوب حمد
و شاء بھی بیان کرے اور اس کے ساتھ اپنی مسکنت، فقیری، عاجزی، اور اپنے گناہوں کا
اعتراف بھی کرے تو پھر دعا کی قبولیت میں کوئی مشکل نہیں رہ جاتا ہے اور اسی دعا مستجاب
ہونے کے علاوہ افضل بھی ہے، کیوں کہ دعا میں جب سائل اور مسئول دونوں کے
او صاف بدرجہ اتم موجود ہوں تو وہ دعا یقینی طور پر قبول ہوتی ہے اور مشاہدہ اس کی دلیل
ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مسئول کے جود و کرم اور احسان و انعام کے او صاف ذکر کرتا
ہے اور اپنی فقیری، مسکنت اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی حاجت پیش کرتا ہے تو
مسئول کا دل نرم ہو جاتا ہے اور حاجت روائی کی امید پیدا ہو جاتی ہے۔ جب اس سے
یوں کہتا ہے کہ آپ کے جود و شاء کا ذکر نکا تو پورے عالم میں نجح رہا ہے اور آپ کے فیض
سے ہر کوئی مستفید ہو رہا ہے جیسے آفتاب کی روشنی سے ہر شخص مستفید ہوتا ہے۔ میں بھی

ایک ضرورت مند ہوں میری ضرورت بھی پوری فرمادیجیے تو یہ انداز حاجت روائی میں برا موثر ہو گا۔ لیکن اگر ابتداء ہی میں یوں کہلانے کے مجھے یہ چیزیں دے دیں میری حاجت پوری فرمادیں تو یہ طریقہ اتنا موثر نہ ہو گا۔

اب آپ غور کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعائیں:

رَبِّ أَنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ۔ [القصص: ۲۴]

نیز حضرت یونس علیہ السلام کی اس دعائیں غور کیجیے:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ أَنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ [الانیاء: ۸۷]

نیز ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کی اس دعائیں غور کریں:

رَبَّنَا ظلمَنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَا كُونَنَا مِنَ الْخَسِيرِينَ۔ [الاعراف: ۲۳]

صحیحین میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض نے عرض کیا: یا رسول اللہ علیہ السلام مجھے

کوئی دعا تعلیم فرمادیں جو میں اپنی نماز میں پڑھا کرو، آپ نے فرمایا کہ یہ کہو:

اللَّهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمَتُ نَفْسِيْ ظَلَمًا كَثِيرًا وَإِنَّمَا لَأَيْغُفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ [بخاری]

غور کیجیے! اس دعائیں دونوں چیزیں موجود ہیں، بندہ کی طرف سے اپنی حالت کذائی کا اعتراف بھی ہے اور اللہ عز و جل سے اس کے فضل و احسان کے ساتھ تو سل بھی ہے کہ تیری ذات ہی گناہوں کو معاف کرنے والی ہے اس کے بعد اپنی حاجت کا اطمینان کیا گیا ہے، دعا کا سہی ادب ہے اور عبودیت کا بھی سہی تقاضا ہے۔

قرآن کی تلاوت کرنا ذکر سے افضل ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرنا ذکر کرنے سے افضل ہے اور ذکر کرنا دعا سے افضل ہے اور یہ بات اس اعتبار سے ہے کہ جب ہر ایک تہا تھا ہو۔ کیوں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مفضول چیز فاضل سے درجہ میں بڑھ جاتی ہے، جیسے رکون اور سجدہ کی حالت میں تسبیح کرنا، کیونکہ ان حالات میں تسبیح کرنا قرآن کی تلاوت کرنے سے افضل ہے۔ بلکہ ان حالتوں میں قرآن کی تلاوت منوع اور مکروہ تحریکی ہے، اسی طرح اپنے اپنے موقع میں تسبیح اور تحمد کرنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے، اسی طرح تسبیح پڑھنا اور دوسروں کے درمیان رَبِّ الْغُفْرَانِ وَرَبِّ الْحَمْدِ وَأَهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْذُقْنِيْ پڑھنا تلاوت قرآن سے افضل ہے۔ اسی طرح نماز کا سلام پھیرنے کے بعد تسبیح و تہليل اور تکبیر و تحمد میں مشغول ہونا تلاوت میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔ اسی طرح موزون کی اذان کا جواب دینا اور اس کی طرح اذان کے کلمات دہراتا تلاوت قرآن سے افضل ہے۔ اگرچہ قرآن کی فضیلت اسکی ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ کی اس کی مخلوق پر فضیلت ہے، لیکن ہر موقع و محل کے مناسب کلام مختلف ہوتا ہے، ورنہ مطلوبہ مصلحت اور حکمت حاصل نہ ہوگی۔ اسی طرح وہ اذکار جو مخصوص حالت کے ساتھ خاص ہیں وہ مطلق قراءت سے افضل ہیں اور مطلق قرات مطلق اذکار سے افضل ہے، کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ کسی وقت ذکر یا دعا بندے کے لیے تلاوت قرآن سے زیادہ نافع ہو جائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ وہ اپنے جرائم اور

گناہوں کو سوچے اور اس کے نتیجہ میں اس کے اندر توبہ و استغفار کا جذبہ ابھر آئے یا شیاطین انس و جن کی اذیت کا اندر یہ رکھتا ہوا ران اذکار و ادعیہ کی طرف رجوع کرے جن سے وہ ان کی اذیت سے محفوظ ہو جائے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو کوئی حاجت شدیدہ پیش آتی ہے جب وہ دعا و سوال کو چھوڑ کر ذکر یا تلاوت میں لگتا ہے تو اسے خاطر جمعی حاصل نہیں ہوتی لیکن جب اس حاجت کا سوال یا اس کی دعا میں لگتا ہے تو اس کا آلب پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس سے اس کے اندر خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اب اس کے لیے وعایت مشغولیت اور اس کی یہ حالت زیادہ نافع ہے، اگرچہ تلاوت اور ذکر، اجر و ثواب کے اعتبار سے اس سے افضل و اعظم ہے۔ کتاب کا یہ باب انتہائی نافع ہے جس میں نفس کی حقیقت اور شے کی حقیقی اور عارضی فضیلت کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے لہذا ہر حق دار کو اس کا حق دینا چاہئے اور ہر چیز کو اس کے موقع محل میں رکھنا چاہئے۔

ہر چیز کو اس کے موقع محل میں رکھنا چاہئے

انسانی اعضاء میں غور کر لیں کہ آنکھ کا ایک محل ہے پاؤں کا ایک محل ہے، پانی کا ایک مقام ہے اور گوشت کا ایک محل ہے اور فرقی مراتب کا خیال رکھنا ہی حکمت کی تمایت و تہجیل ہے جو امر و نبی کا اصل نظام ہے، جیسے ایک وقت میں صابن اور اشنان (بوٹی) کپڑوں کی دھلانی کے لیے نافع ہے اور ایک وقت میں کپڑوں کے لیے وہونی دینا اور عرقی گلاب زیادہ نافع ہوتا ہے۔

میں نے ایک دن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رض سے عرض کیا کہ بعض اہل علم یہ سوال کرتے ہیں کہ بندے کے لیے تسبیح و استغفار میں سے کون سا زیادہ نافع ہے؟

فرمایا کہ جب کپڑا صاف ہو تو اس کے لیے عرق گلب اور دھونی دینا زیادہ مفید ہوتا ہے اور اگر میلا ہو تو اس وقت صابن اور گرم پانی اس کے لیے زیادہ مفید ہوتا ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے! کپڑے تو برابر گندے اور میلے ہوتے رہتے ہیں۔ سورہ الاخلاص کو جو تھائی قرآن کے، اب فرمایا گیا ہے وہ بھی اس قبیل سے ہے حالانکہ وہ آیات میراث، طلاق، خلع اور عدت وغیرہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی بلکہ یہ آیات اپنے موقع اور حاجت کے وقت سورہ الاخلاص کی تلاوت سے زیادہ نافع ہیں۔ چونکہ نماز، تلاوت، ذکر اور دعاء پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بدرجہ اتمِ عبودیت کے عناصر کو جامع ہے اس لیے وہ تنہا ذکر دعا اور تلاوت سے افضل ہو گی۔

الحمد لله ”ابو ایل الصیب من الکلم الطیب“ کے حصہ ذکر کا اردو ترجمہ

بتاریخ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ / ۸ اپریل ۲۰۰۵ء کو مکمل ہوا۔

طالب دعا!

ابوالحسان خالد محمود

☆ مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور

☆ نائب الرئیس بجٹہ المصنفوں لاہور

دارالقلم کی درسی اور اصولی مطبوعات

تحفہ آداب (طلبا، طالبات کی علمی اور اخلاقی رہنمائی کے لئے)	علامہ زرنوچی
تحفہ و نکائف (طلبا، و طالبات کی تعلیمی کامیابی کے لئے)	مولانا سید متاز احمد شاہ
زبان کی تباہ کاریاں اور ان سے بچنے کے طریقے	ڈاکٹر ظفیر احمد
بد نظری کی خرابیاں اور ان سے بچنے کی تذاہر	مولانا فیروز الدین شاہ صاحب کھڈا
اللہ کا ذکر (فضل، فوائد، برکات، ثمرات)	ابن القیم الجوزیہ
مسلم خواتین کے لئے تحفہ نماز	مولانا سید متاز احمد شاہ
گناہوں کے عذاب	علام ابواللیث سرفرازی
اسلام کا نظام حقوق	مفسر کبیر قاضی شاء اللہ پانی پتی
تریتیات اخلاق	ججۃ الاسلام امام غزالی
وفیضہ خوشحالی	مولانا سید متاز احمد شاہ
عزیز الخواجہ	مولانا غالح الدین محمد صاحب جامعاشر فیلا بور
تحفہ اخلاق	عالم ربانی شیخ اکبر بھی الدین ابن العربي
روح نماز	علام ابن رجب
انوارات	مولانا سید ابو الحسن ندوی

دارالقلم
لَا هُوَ - پاکستان

نیک بیوی اُلی صفات

أولاد جعفر

الزوجة الصالحة

نیک بیوی کی نہیں منست اُلی صفات میں اپنے زوہر کو
زینت کے سبق آور مدد و اقتدار پر بھی بخوبی

بند، ایک بخوبی خوشی کا سلسلہ

بہرہ، نیک خاتون میں خالد الحمود میسٹر

دار القلم
لأمور بيتك

200

191



* 1 8 6 7 - - 6 4 *

دار القلم

علی بلاک اعوان ٹاؤن میٹان روڈ لاہور موبائل 93-4248644